قرآنِ مُبین

٢٦ (26)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن
بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مُبین"

(مترجم وشارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی۔اے آنرز۔ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی
شہادۃ العالمیۃ معادلۃ دکتورا من علماء الازہر
مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران و پاکستان
ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان۔ پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔
ڈائرکٹر تصنیف وتالیف: ـــــ 'میزان فاؤنڈیشن' ـــــ 'امام حسینؑ فاؤنڈیشن'

(خصوصیاتِ ترجمہ وشرح)

① ـــــ آسان ترین واضح اردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

② ـــــ بڑے بڑے جلی حروف میں، نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

③ ـــــ ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

④ ـــــ احادیث رسولؐ وائمہؑ معصومین کے مکمل حوالوں کے ساتھ۔

⑤ ـــــ ترجمہ میں معنیٰ اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

⑥ ـــــ ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

⑦ ـــــ شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

⑧ ـــــ شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

⑨ ـــــ صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

⑩ ـــــ تمام اہم جدید وقدیم، تمام مذاہب کے مفسرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

www.drhasanrizvi.org

اشاریہ پارہ نمبر ۲۶ "حٰمٓ"

سورہ احقاف (ریت اور ٹیلوں کے مقام کے بیان کرنے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا اور قرآن کی معرفت اور فلسفۂ تخلیق کائنات، ورد شرک	۱۸۴۳
۲	قرآن اور رسولؐ کی صداقت کی دلیل اور منکروں کا بُرا انجام	۱۸۴۷
۳	معرفت قرآن اور خدا کو دل سے مانتے رہنے کا اچھا انجام	۱۸۴۸
۴	ماں کی خدمات، امام حسینؑ کی دعا	۱۸۵۰
۵	حق کے منکروں کا بُرا انجام	۱۸۵۷-۱۸۶۰-۱۸۶۱
۶	قوم عاد کا احقاف کے مقام پر بُرا انجام	۱۸۵۴
۷	نبیؐ کے پاس جنوں کا آنا اور ایمان لانا	۱۸۵۸

(سورۂ محمدؐ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا اور رسولؐ کے ماننے اور نہ ماننے کے نتیجے	۱۸۶۱-۱۸۶۶
۲	قتال کی اجازت	۱۸۶۳
۳	اللہ کی مدد کرنے کا انجام	۱۸۶۴
۴	منافقوں اور ہدایت قبول کرنے والے متقین کا حال اور انجام	۱۸۶۸
۵	دل کی بیماری کی علامات	۱۸۷۰-۱۸۷۳
۶	شیطان کی دلائی ہوئی جھوٹی توقعات اور اُس کا بُرا انجام	۱۸۷۲
۷	زندگی کا مقصد امتحان دینا ہے۔ اللہ کے راستے سے روکنے اور اختلاف کرنے کا انجام	۱۸۷۴
۸	آخرت کو بھول کر زندگی گزارنا کھیل تماشا ہے۔ بخل کا بُرا انجام	۱۸۷۶

(سورۂ فتح)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	فتح مبین کے معنی اور اس کے دینے کے اسباب	۱۸۷۸
۲	منافقوں کا حال اور انجام	۱۸۷۹-۱۸۸۲-۱۸۸۵
۳	اللہ اور رسولؐ کی معرفت	۱۸۸۰

www.drhasanrizvi.org

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴	بیعتِ شجرہ یا بیعتِ رضوان اور مومنین کی تعریف اور فتح خیبر کے نتائج	۱۸۸۶
۵	تقیہ کرنے والے مومنین کے لیے خدا کا اہتمام اور حفاظت	۱۸۸۹
۶	رسولؐ کا سچّا خواب اور فتح مکّہ کی خوشخبری۔ محمدؐ کے حقیقی ساتھیوں کی علامات اور مثال	۱۸۹۱

سورۂ حجرات (حُجروں کے ذکر والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	رسولؐ کی معرفت اور احترام کا حکم اور نتیجہ	۱۸۹۴-۱۸۹۷
۲	ہر کسی کی بات نہ مانو۔ تحقیق کا حکم	۱۸۹۶
۳	جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو کیا کیا جائے؟	۱۸۹۸
۴	ایک دوسرے پر نہ ہنسو، نہ طعنے چوٹیں کسو نہ بُرے القاب دو	۱۸۹۹
۵	بدگمانی، بدظنی، غیبت کی مذمت اور تقویٰ کا عزّت کا معیار ہونا	۱۹۰۰
۶	ایمان اور اسلام میں فرق۔ سچے مومن کی علامات	۱۹۰۲
۷	ہمارا ایمان لانا خدا کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے	۱۹۰۳

سورۂ قاف (حرف قاف سے شروع ہونے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	رسولؐ کی معرفت اور دوبارہ زندہ ہونے کی دلیل	۱۹۰۴-۱۹۱۵
۲	قرآن کی معرفت، خدا کی معرفت، آخرت کی معرفت اور احوال	۱۹۰۶-۱۹۱۴
۳	جنّت میں جانے والوں کی علامات	۱۹۱۱
۴	صبر کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم۔ فرض نماز کے تین اوقات	۱۹۱۳

سورۂ ذاریات (غبار اُڑانے والی ہواؤں کے ذکر سے شروع ہونے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	ہوا، بارش، آسمان کا ذکر۔ قیاس کرنے والوں کا بُرا انجام	۱۹۱۵
۲	متقین کے اوصاف اور انجام	۱۹۱۷
۳	خدا کی نشانیاں اور معرفت	۱۹۱۸
۴	حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتوں کا آکر اولاد کی خوشخبری دینا اور خدا کی قدرت کا بیان	۱۹۱۹

www.drhasanrizvi.org

آیات ۳۵ سورہ احقاف مکّی رکوعات ۴

(ریت اور ٹیلوں کے مقام کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○
حا۔ میم ① اِس کِتاب کا اُتارا جانا اللہ کی طرف
سے ہے، جو بے حد زبردست طاقت والا، عزّت
والا (عزیز) اور دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں
کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا
(حکیم) ہے ② ہم نے زمین اور آسمانوں کو، اور
اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں
ہیں، برحق[1]، بامقصد، بالکل ٹھیک ٹھیک، سچی
حقیقت کے طور پر، ایک مقرّرہ مُدّت تک کے

آیاتہا (۴۶) سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ①

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

---

[1] "حق بجانب طور پر پیدا کرنے" کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نہ تو بے کار پیدا کیا ہے اور نہ بے مقصد۔ اور مقررہ وقت کے لئے۔ یعنی قیامت تک کے لئے (مجمع البیان۔ تبیان)

آیت میں تین عقیدوں کی تعلیم دی گئی اور تین گمراہیوں کو رد کیا گیا ہے (۱) یہ کہہ کر کہ ہم نے پیدا کیا ہے، یہ بتا دیا کہ کائنات کی کوئی چیز از خود نہیں پیدا ہوئی بلکہ ہر چیز کا خالق خدا ہے۔ اس طرح عقیدۂ دہریت، اور روح و مادے کی قدامت کے تصور کو رد کر دیا گیا۔ (۲) یہ فرما کر کہ ہر چیز کو بالکل ٹھیک ٹھیک بامقصد کسی حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے، اس بات کی تردید ہو گئی کہ کائنات کی تخلیق کا کوئی مقصد نہیں۔ اس طرح آخرت کا اثبات ہو گیا۔ (۳) اور یہ فرما کر کہ اس کائنات کو ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔ اس بات کی تردید ہو گئی ہے کہ دنیا غیر فانی ہے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

لئے پیدا کیا ہے۔ اَب جن لوگوں نے اِس بات کا اِنکار کیا (یا) جن لوگوں نے کُفر و اِنکار کی راہ اِختیار کی، وہ اُس حقیقت سے جس سے اُن کو خبردار کیا گیا ہے، مُنہ کو موڑے ہوئے ہیں ﴿۳﴾

اُن سے کہیئے کہ کیا تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ لوگ جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پُکارتے ہو، تو اگر تم سچّے ہو تو مجھے دکھاؤ کہ اُنھوں نے کون سی زمین پیدا کی؟ یا اُن کا آسمانوں (کی تخلیق و تدبیر) میں کیا حِصّہ ہے؟ پچھلی کِسی کِتاب[1] میں دکھا دو یا کِسی عِلمی روایت ذریعۂ علم، یا کِسی صاحبِ عِلم کا بیان ہی لے آؤ جس میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ اللہ کے سِوا کِسی اور نے کائنات کی کِسی بھی چیز کی پیدائش

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾

---

[1] امام محمد باقرؑ نے اپنے آباء و اجداد کے حوالے سے روایت کی کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا "یہاں کتاب سے مراد تورات و انجیل ہیں اور "عملی آثار" سے مراد انبیاء اور اولیاء کا علم ہے۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۴۶۲)

عام طور پر ماہرین خدا کے ایک ہونے پر دلیلیں قائم کرتے تھے۔ قرآن نے اس سے آگے بڑھ کر مشرکوں سے اثبات شرک پر دلائل کا مطالبہ کیا۔ جب تم زمین و آسمان کو اللہ کی مخلوق سمجھ رہے ہو، اور مخلوق معبود نہیں ہو سکتی پھر آخر تم شرک پر کس عقلی دلیل کے سہارے پڑے ہوئے ہو؟

محققین نے نتیجہ نکالا کہ دین کے باب میں کوئی بھی دعویٰ بغیر دلیل کے معتبر نہیں۔ یہاں تک کہ دعویٰ کشف و الہام بھی (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

کی ابتداء کی ہے[1]، اگر تم سچّے ہو ④ تو اُس سے زیادہ گمراہ (یا) بہکا ہوا، اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اُنھیں پُکارے جو قیامت تک اُسے جواب تک نہ دے سکیں۔ بلکہ اُنھیں اُن کے پُکارنے کی خبر تک نہ ہو ⑤ اور جب لوگ محشر میں جمع ہوں گے، تو وہ خود اَپنے پُکارنے والوں کے دُشمن بَن جائیں گے اور اُن کی بَندگی تک سے اِنکار کر بیٹھیں گے[2] ⑥ اَب جَب اُن کے سامنے ہماری صاف صاف کُھلی ہوئی واضح دلیلیں، باتیں، حقیقتیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ حق کے اِنکاری اِن سچّی حقیقی باتوں کے لئے کہتے ہیں کہ "یہ تو کُھلا ہوا جادُو ہے" ⑦ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اِسے رسولؐ نے خود گھڑ لیا ہے؟

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦

---

[1] امام فخرالدین رازی نے نتیجہ نکالا کہ فکر و نظر، علم و استدلال سے کام لینا واجب ہے اور عقل سے کام نہ لینا قابل ملامت ہے۔ (تفسیر کبیر)۔

***

[2] مطلب یہ ہے کہ جھوٹے خدا انہوں نے بنا رکھے ہیں وہ انہیں کوئی فائدہ تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے، البتہ نقصان ضرور پہنچائیں گے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲)

***

www.drhasanrizvi.org

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٨﴾

تو کہئے کہ اگر میں نے اِسے خود جھُوٹ گھڑ لیا ہے،
تو تم مجھے اللہ کے مُقابلے میں ذرا بھی بچا نہیں
سکتے۔ (لیکن) جو باتیں (اور بہانے) تم قرآن کے
بارے میں بناتے ہو، اُنھیں اللہ خُوب جانتا ہے۔
وہی میرے اور تمھارے درمیان گواہی دینے کے
لئے بہت کافی ہے۔ (یعنی اللہ تمھارے اِس جھُوٹے
بہانے کی حقیقت سے خُوب واقف ہے اِس لئے
وہ خود تم سے اَچھّی طرح سے نِمٹ لے گا، جبکہ
وہ اَپنی اِصلاح کرلینے والوں کو) بہت معاف
کرنے والا بھی ہے، اور بے حد مُسلسل رحم کرنے
والا بھی[1] ﴿٨﴾

اُن سے کہئے کہ میں کوئی انوکھا نرالا رسول
تو نہیں ہوں، اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ میرے

[1] قرآن کی تاثیر شدید سے انکار تو مشرکین عرب کے لئے بھی ممکن نہ تھا۔ بس وہ اس کی کچھ تاویل کر لیا کرتے تھے۔ وہی کج نظری آج تک یورپ اور جدید ماہرین میں بھی پائی جاتی ہے مشرکین عرب نے قرآن سن کر پہلے کہا کہ یہ جادو بیانی ہے۔ پھر تشخیص کی کہ یہ افترا پردازی ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر میں خدا کا خود کو غفور و رحیم کہنے کا مطلب شاید یہ ہے کہ اگر تم اپنی غلطیوں کا اقرار کر لو گے تو خدا کی مغفرت اور رحمت تمھیں اپنے آغوش میں لے لے گی۔ خدا کا گواہی میں کافی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے ثابت ہو جائے گا کہ رسول کا دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا (تبیان)

***

www.drhasanrizvi.org

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ⑨

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

اور تمھارے ساتھ کیا ہونا ہے[1]۔ میں تو صرف اُس پیغام کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے۔ اور میں ایک صاف اور واضح طور پر بُرے کاموں کے بُرے انجام سے ڈرانے والے کے سِوا کچھ نہیں ہوں ⑨ آپؐ اُن سے کہئے کہ کیا کبھی تم نے یہ بھی غور کیا کہ اگر یہ (قرآن) اللہ ہی کی طرف سے ہوا' اور تم نے اُس کا اِنکار کیا (تو تمھارا کیا حشر ہو گا؟) جب کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے ایک ایسے ہی پیغمبرؑ یا کلام کے آنے کی گواہی بھی دے دی ہے' اور وہ گواہ اِیمان بھی لے آیا ہے' مگر تم تکبّر سے کام لیتے رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بے اِنصاف لوگوں کو ہدایت دے کر منزلِ مقصود تک نہیں

[1] مطلب یہ ہے کہ میری تعلیم کوئی نئی انوکھی تعلیم نہیں - بنیادی طور پر میری تعلیم وہی تعلیم ہے جو تمام انبیا ہمیشہ سے دیتے چلے آئے ہیں - کوئی پہلے پہل مجھ کو ہی تو رسالت نہیں ملی - بلکہ مجھ سے پہلے بھی انبیا و مرسلین آتے ہی رہے ہیں (تبیان بقول ابن عباسؓ و مجاہد و قتادہ)

مجھ سے پہلے مجھ جیسے بہت سے انبیا گزر چکے ہیں پھر تم میرا انکار کس بنیاد پر کر سکتے ہو (جلالین)

اور رسولؐ کا یہ فرمانا کہ "مجھے خبر نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر بغیر اللہ کی طرف سے علم آئے مجھے کچھ خبر نہیں کہ تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا - اب ان کے ساتھ خود اپنے کو بھی شریک کر لیا تو یہ ایک کھلا ہوا انداز رواداری بھی ہے اور انتہائی درجے کی انکساری اور بندگی بھی (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

ع وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا
سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ
هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝۱۱

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا

لہ یہ اسی قسم کا استدلال ہے جو حضرت علیؑ نے ایک منکر خدا سے کہا تھا کہ اگر خدا نہ ہوا تو وہاں ہمیں خدا کے اقرار سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اور اگر خدا ہوا اور تم اس کا انکار کر رہے ہو تو اس کا انجام بھی سوچ لو۔ (جلالین)

بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں (ابن جریر، معالم)

لیکن مفسرین نے عبداللہ بن سلام کو مراد لیا ہے حالانکہ عبداللہ بن سلام نے تو مدینے میں ہی اسلام قبول کیا تھا جب کہ یہ مکی سورہ ہے (تبیان)

آخر میں خدا نے یہ فرمایا کہ "خدا بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا" اپنے اس قانون کا اعلان فرمایا ہے کہ جو لوگ انصاف کے ساتھ غور و فکر نہیں کرتے تو خدا زبردستی ان کو سیدھے راستے پر نہیں لگاتا۔ ایسے لوگ ہمیشہ خدا کی توفیقات و ہدایات سے محروم رہتے ہیں۔

***

پہنچایا کرتا۔ ⑩ ع

ع ۱

جن لوگوں نے قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا ہے، وہ ایمان داروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مان لینا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ ایمان دار لوگ اس کے ماننے میں ہم (جیسے سمجھ دار اور بڑے لوگوں) سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ اب جبکہ انھوں نے اس کتاب سے ہدایت ہی نہیں پائی، اس لئے اب یہ ضرور کہیں گے کہ: "یہ وہی پرانا جھوٹ ہے" ⑪ حالانکہ اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب 'رہنما اور رحمت' بن کر آچکی ہے، اور یہ (قرآن اُس کی) تصدیق کرنے والا ہے، وہ بھی نہایت فصیح و بلیغ 'مناسب ترین الفاظ اور پیرائے میں (یا اُنھیں کی) عربی

www.drhasanrizvi.org

كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ
وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءً بِمَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ

زبان میں، تاکہ ظالموں کو (اُن کے بُرے انجام سے) ڈرائے، اور نیک کام کرنے والوں کو (اُن کے اَچھے انجام کی) خوش خبری دے ﴿۱۲﴾ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اِس بات کے قائل ہیں کہ اللہ ہمارا پالنے والا مالک ہے، اور پھر اِس بات پر جَمے بھی رہے، اُن کے لئے نہ تو آئندہ کا کوئی خوف؎ ہوگا اور نہ اُنھیں اَپنے ماضی پر کوئی افسوس ہوگا ﴿۱۳﴾ وہ تو جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں رہنے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اَپنے اُن کاموں کے بَدلے میں جو وہ (دُنیا میں) کیا کرتے تھے ﴿۱۴﴾

ہم نے اِنسان کو حُکم دِیا ہے کہ وہ اَپنے ماں باپ کے ساتھ اَچھا سلوک کرے، (کیونکہ

؎ یہ ان کی تعریف ہے جو حق پر قائم رہتے ہیں اور باطل کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ دنیا والے انہیں ضدی کہتے ہیں مگر وہ کسی یزید وقت کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ وہ حق پر جمے رہتے ہیں۔

جانثاروں نے تیرے کر دیئے جنگل آباد
خاک اڑتی تھی شہیدان وفا سے پہلے

جس خوف کی نفی ہو رہی ہے وہ دنیا کی مصیبتوں کا خوف نہیں ہے یہ ڈر تو خاصان خدا کے امتحان کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا "ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ (مثلاً) ڈر، بھوک اور مال و جان اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ"۔ یہاں جس خوف کی نفی ہو رہی ہے وہ (۱) انجام کی ناکامی کا خوف ہے (۲) آخرت کے مواخذے کا خوف ہے (۳) خدا کی ناراضگی کا خوف ہے۔ (۴) پچھتاوے کا خوف ہے یعنی یہ افسوس کہ ہم نے نیک راہ کیوں نہ اختیار کی۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اُس کی ماں نے تکلیف (پر تکلیف) اُٹھا اُٹھا
کر اُسے اَپنے پیٹ میں رَکھّا اور پھر تکلیف اُٹھا
کر اُسے جَنا، اُس کے پیٹ میں رہنے اور دُودھ
چھُڑانے میں اُسے تیس ۳۰ مہینے لگ گئے۔ یہاں تک
جب وہ اِنسان جوانی کی پُوری طاقت کو پہنچا
اور اُس کی عُمر چالیس ۴۰ سال تک پہنچ گئی، تو
اُس نے دُعا کی: "اَے (میرے) پالنے والے
مالک! مجھے توفیق دے کر اِس قابل کر دے
کہ میں تیری اُن نِعمتوں اور اِحسانات کا شُکر
اَدا کرتا رہوں جو تُو نے مُجھ پر اور میرے ماں
باپ پر کیے۔ اور یہ کہ میں اَیسا اَچّھا کام کرتا
رہوں جس سے تُو راضی ہو جائے اور میری
اولاد کو بھی نیک بنا دے[لہ]، میں تجھ سے لَو لگائے

کُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ
رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي
وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ

لہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے آباو اجداد کے حوالے سے روایت کی ہے کہ "جب امام حسینؑ اپنی والدہ جناب فاطمہؑ کے حمل میں تھے تو جبرائیل نے رسول خداؐ کو یہ پیغام خدا سنایا کہ عنقریب جو بچہ جناب فاطمہؑ سے ہوگا آپؐ کی امت اسے قتل کرے گی۔ پس جناب فاطمہؑ کو امام حسینؑ کے حمل ٹھہرنے اور ولادت ہونے پر رنج ہوا۔ اسی بچے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر جبرئیلؑ خدا کے رسولؐ کے پاس یہ خوشخبری لائے کہ "خدا آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے کہ وہ اس بچے کی اولاد میں امامت، ولایت اور وجاہت کو مقرر فرمائے گا"۔

رسول خداؐ نے فرمایا "میں راضی ہوں پھر جب آپؐ نے بی بی فاطمہؑ کو یہ خبر سنائی تو وہ بھی راضی ہو گئیں اصل میں یہ آیت امام حسینؑ کی دعا ٹھہری، امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "اگر امام حسینؑ نے اصلح لی فی ذریتی یعنی "میری اولاد میں سے کچھ کی اصلاح فرما دے" کے بجائے صرف اصلح لی ذریتی (یعنی) "میری پوری اولاد کی اصلاح

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا
وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ
الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾
وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ
اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا

تیری ہی طرف پوری توجّہ کئے ہوئے ہوں (یا) ہیں تیرے سامنے (اپنی کوتاہیوں پر) توبہ کرتا ہوں۔ اور میں تیرے سامنے سرِ تسلیم و اطاعت جُھکائے ہوتے ہوں" ﴿۱۵﴾ اسی طرح کے لوگوں سے ہم اُن کے اَچھّے اَچھے کام، جو اُنھوں نے کئے ہیں، قبول کریں گے، اور اُن کی غلطیوں کو معاف کر دیں گے[لے]۔ وہ جنّتی لوگوں میں شامل ہوں گے اُس سچّے وعدے (کی بنا) پر جس کا اُن سے وعدہ کیا جاچکا تھا ﴿۱۶﴾

اور وہ شخص جس نے اَپنے ماں باپ سے کہا: "اُف[لے] کیا مصیبت ہے۔ میں تم لوگوں سے تنگ آچکا ہوں۔ کیا تم مجھے یہ خوف دِلاتے ہو کہ میں (مَرنے کے بعد پھر اُٹھا کر قبر سے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

فرما" فرمایا ہوتا تو آپ کی ساری اولاد امام ہوتی سوا حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے کوئی بچہ چھ ماہ کا پیدا ہو کر زندہ نہیں رہا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۳ بحوالہ کافی)

کیونکہ حمل اور دودھ سے چھوٹنے کی مدت یہاں تیس مہینے بتائی گئی ہے اور دوسری جگہ قرآن میں دودھ پلانے کی مدت "حولین کاملین" یعنی پورے ۲ سال بتائے ہیں۔ اب تیس میں سے دو سال نکال دیئے جائیں تو چھ مہینے بچتے ہیں۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ قرآن کی رو سے کم سے مدت حمل چھ مہینے ہے۔ (تبیان)

***

محققین نے لکھا کہ یہ آیت خارجیوں کے اس عقیدے کو رد کرتی ہے جن کے نزدیک ہر مومن کو عملاً معصوم ہونا چاہیئے (تفسیر کبیر)

***

لے ناگواری کی شکل میں سب سے چھوٹا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ
فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ
كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٨﴾

نِکالا جاؤں گا' حالانکہ بہت سی نسلیں اور قومیں
تو مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں (اور اُن میں سے
تو کوئی قبروں سے اُٹھ کر نہیں نِکلا)" (یہ سُن کر
ماں باپ دونوں اللہ سے فریاد کرتے رہے :
"اَرے بدنصیب ۔ بُرا ہو تیرا ۔ اِیمان لے آ حقیقتوں
کو مان لے ۔ واقعاً اللہ کا وعدہ بالکل سچّا ہے"۔
مگر وہ (کم بخت) یہی بکتا رہا : "یہ کچھ نہیں ہے
مگر صِرف پُرانے قصّے کہانیاں" (١٧) یہی وہ لوگ
ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے[1]۔
اِن سے پہلے جنوں اور اِنسانوں کے جو (اِس قِسم
کے) گروہ گزر چُکے ہیں' اُنھیں گروہوں میں یہ
لوگ بھی شامِل کر دئے جائیں گے۔ حقیقتاً یہ
سخت نقصان اُٹھانے والے لوگ ہیں (١٨) ہر ایک

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

لفظ "اف" بولا جاتا ہے۔ خدا نے اس لفظ کو بھی ماں باپ کے سامنے بولنا حرام قرار دے دیا۔ اس سے خدا کے سامنے ماں باپ کا مقام اور ان کے احترام کی حد معلوم ہوتی ہے۔ گویا خدا نے ماں باپ کے سامنے ادنیٰ سے ادنیٰ تنگدلی کے اظہار سے بھی منع فرما دیا۔

ثعلب ابن الاعرابی اور اصمعی کا بیان ہے کہ اف کا لفظ جی گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ١ صفحہ ١٧٤)

***

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا کہ "قیامت کے آنے (اور معذب لوگوں) کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ نجوم پر یقین رکھیں گے اور خدا کی قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت کا غلبہ ہوگا۔ شراب نوشی اور زنا عام ہوگا۔ مرد کم ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں میں صرف ایک مرد ہوگا"۔ (الکافی)

***

www.drhasanrizvi.org

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ
طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

کو جو اُنھوں نے عمل کئے ہیں، اُسی لحاظ سے (الگ الگ) درجے حاصل ہوں گے۔ اور یہ اِس لئے ہوگا تاکہ اُنھیں اُن کے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ مِل جائے۔ اور اُن پر کوئی ظُلم نہیں کِیا جائے گا ﴿۱۹﴾ اور جِس دن یہ حق کے اِنکاری کافر لوگ آگ کے سامنے لائے جائیں گے (تو اُن سے کہا جائے گا کہ) تم اَپنے حِصّے کی سَب دَولت اور نِعمتیں اَپنی دُنیا کی زندگی ہی بیں ختم کر چکے اور تم نے اُن سے خُوب مَزہ اور فائدہ اُٹھا لیا[1]۔ اَب آج تمھیں ذِلّت کے عذاب کی سَزا ملے گی۔ اِس وجہ سے کہ تم دُنیا میں ناحق تکبّر کیا کرتے تھے اور اِس لئے بھی کہ تم نافرمانی کے بُرے بُرے کام بھی کیا کرتے تھے[2] ﴿۲۰﴾ ع

ع ۲ / ۲

[1] استمتاع سے یہاں لذت اٹھانا مراد نہیں کیونکہ وہ گناہ نہیں۔ یہاں وہ لذتیں مراد ہیں جو آخرت فراموشی اور خدا فراموشی کے ساتھ ہوں۔ جن میں حلال حرام کا فرق باقی نہ رکھا جائے۔

"تم نے اس سے خوب فائدہ اور لذت حاصل کی" کا مطلب یہ ہے کہ تم نے خوب کھایا، پیا، پہنا اور سواری کی (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۳)

روایت میں آتا ہے کہ رسول خداؐ کے سامنے کھجور اور گھی سے ملا ہوا حلوہ پیش ہوا تو آپؐ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ پوچھا گیا "کیا یہ حرام ہے"؟۔ فرمایا نہیں۔ لیکن میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ کہیں میرا نفس اس کا شوقین نہ ہو جائے۔ پھر رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (المحاسن) ***

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) لذات دنیا میں کھو جانا وہ بھی گناہوں کے ساتھ یہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔ (تھانوی) (۲) انسان پر جو کچھ بھی عذاب ہوگا وہ خود اس کے کرتوتوں کی وجہ سے ہوگا (۳) یہ آیت خدا کے عادل ہونے کی دلیل ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

اُنھیں ذرا عاد کے بھائی (ہودؑ) کا قِصّہ تو سُناؤ جب کہ اُس نے 'احقاف'[۱] (یعنی) ریت اور ٹیلوں کی بَستی میں اَپنی قوم کو بُرائی کے بُرے انجام سے ڈَرایا تھا۔ جبکہ بہت سے اَیسے خبردار کرنے والے (رسولؑ) اُن سے پہلے بھی گزُر چُکے تھے، اور اُن کے بعد (یہی پیغام لے کر) آئے کہ: "اللہ کے سِوا کِسی کی بَندگی نہ کرو کہ (اَیسا کرنے کی وجہ سے) میں تمھارے لئے ایک بڑے سخت دن کی سزا سے ڈرتا ہوں" (۲۱) اُنھوں نے کہا: "اَچّھا تو کیا تُو اِس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے ہٹا دے تو لے آ ہم پر وہ (عذاب) جس سے تُو ہمیں ڈراتا دھمکاتا ہے، اگر تو سچّا ہے" (۲۲) ہودؑ نے

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۖ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾

---

[۱] احقاف حقف کی جمع ہے۔ یہ ایسے ریتیلے مستطیل اونچے میدان کو کہتے ہیں جس میں اونچے نیچے ٹیلے ہوں (تفسیر صافی صفحہ ۴۳۶) ۔ احقاف سے مراد قوم عاد کا ملک ہے جو شقوق سے اجفر تک چار منزلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کے نبی حضرت ہودؑ پیغمبر تھے یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا۔ خدا نے سات سال بارش بند کر دی تو لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور ان کے شہروں سے خیر و برکت جاتی رہی۔ حضرت ہودؑ نے ان سے کہا کہ "خدا سے معافی مانگو اور اس کی طرف توجہ کرو" (سورہ ہود) مگر ان کی قوم سرکشی پر اڑی رہی۔ خدا نے ھودؑ پر وحی کی کہ فلاں وقت ہوا کے ذریعے ان پر عذاب آئے گا۔ اس وقت بادل امڈ آئے۔ لوگ خوش ہوئے کہ اب بارشیں ہوں گے مگر ان بادلوں سے آگ برسی۔ حضرت ھودؑ مومنین کو پہلے ہی لے کر ایک محفوظ مقام پر چلے گئے تھے۔ ہوا نے کافروں کی لاشوں پر مٹی کے ٹیلے ڈال دیئے اور پھر ریت ہٹا کر ان کی لاشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا خس کم جہاں پاک (تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

فرمایا: "اُس (عذاب کے آنے) کا عِلم تو بس اللہ ہی کو ہے۔ میں تو بس تم تک اُس پیغام کو پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے[1]۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جہالت سے کام لے رہے ہو (یعنی) سَب کچھ جان بُوجھ کر بھی عقل سے کام نہیں لیتے" ۲۳ پھر جب اُنھوں نے (خدائی عذاب کو) ایک بادل کی صُورت میں اَپنی وادیوں کی طرف آتا دیکھا" تو کہنے لگے: "اَہا ہا! یہ تو بادل ہے جو ہم پر خوب پانی برسائے گا" نہیں۔ بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جَلدی مچا رہے تھے۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا ہے ۲۴ جو اَپنے مالک کے حُکم سے ہر چیز کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۲۳
فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۲۴ ۙ
تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤی

---

[1] حضرت ہودؑ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ تم اُلٹے سیدھے مطالبات کر رہے ہو۔ میرا کام تو صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس کی صداقت و معقولیت پر مجھ سے جتنی بحث کرنا چاہو کر لو۔ باقی تمہارا یہ کہنا کہ اگر میں سچا ہوں تو تمہارے سروں پر ابھی قیامت لا کھڑی کروں یہ مطالبہ تمہاری بے عقلی کا ثبوت ہے۔ قیامت کب آئے گی اس کا پورا علم خدا کو ہے۔ (ماجدی)

***

إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِينَ ۝۲۵
وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيمَا إِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيهِ وَ
جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّأَبْصَارًا وَّأَفْـِٕدَةً فَمَا
أَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ
وَلَا أَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ

پھر اُن کا حال یہ ہو گیا کہ اُن کے مکانات
کے سِوا وہاں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اِسی طرح
ہم مجُرم گناہگاروں کو سزا دیا کرتے ہیں[ل] ۲۵
جَب کہ ہم نے اُنھیں ایسی حکومت یا اِقتدار
دیا تھا جو تمھیں نہیں دیا (یا) ہم نے اُن کو
وہ کچھ قابُو میں دے دیا تھا، جو تم لوگوں کو
نہیں دیا۔ پھر اُن کو ہم نے (سُننے) کان، (دیکھتی)
آنکھیں، اور (سوچنے سمجھنے والا) دل و دماغ
بھی دیا تھا۔ مگر نہ تو اُن کے کانوں نے اُنھیں
کوئی فائدہ پہنچایا، اور نہ اُن کی آنکھیں اور دل
اُن کے کچھ کام آئے۔ کیونکہ وہ اللہ کی دلیلوں،
حقیقتوں، نِشانیوں اور آیتوں کا جان بُوجھ کر
اِنکار کرتے تھے۔ (تو اِس کا انجام یہ ہوا کہ)

ل خدا کا عام قانون یہی ہے کہ غیبی ہلاکت عادی مجرموں ہی کے لئے آتی ہے جو قوم بھی نافرمانی کرے گی وہ اس سزا کی مستحق ٹھہرے گی۔

"تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں"

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾
وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ
وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾

ع ٣ / ٣

پھر اُنھیں اُسی چیز نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق
اُڑایا کرتے تھے[۱] ع ﴿٢٦﴾
(اِسی طرح) ہم نے تمھارے چاروں طرف
کی بستیوں کو بھی ہلاک و برباد کیا۔ (پہلے) ہم
نے اپنی دلیلیں، حقیقتیں، نِشانیاں اور آیتیں
بھیج بھیج کر، طرح طرح سے اُن کو سمجھایا۔ تاکہ
شاید وہ اپنی (بُری حرکتوں سے) پلٹ آئیں ﴿٢٧﴾
پھر کیوں نہ اُن جھوٹے خداؤں نے اُن کی مدد
کی جنھیں اُنھوں نے اللہ کے قُرب کا ذریعہ
سمجھتے ہوئے اپنا خدا بنا رکھا تھا؟ بلکہ وہ تو
اُن کے پاس سے غائب ہو گئے۔ اور یہ محض اُن
کی تراشی ہوئی (یا) گھڑی ہوئی بات تھی ﴿٢٨﴾
اور جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو آپؐ کی

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت کچھ عطا کیا تھا۔ پھر انہوں نے کفر یا ناشکری کی تو ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ پس تم بھی اس بات سے ڈرتے رہو کہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جیسا کہ ان پر ہوا۔ (تفسیر صافی صفحہ ٤٩٣ بحوالہ تفسیر قمی)

چھٹی اور ساتویں صدی کا عرب قوم عاد و ثمود کی ترقیوں اور تباہیوں سے خوب واقف تھا اس لئے ان کے سامنے عاد و ثمود کی مثالیں دی گئیں۔

آیت سے یہ پیغام نکلتا ہے کہ انسان کو مادی اور عقلی جتنی بھی صلاحیتیں اور قوتیں حاصل ہیں ان سب کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے۔ یہی بندگی کا حاصل اور انسانیت کی تکمیل ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ
وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى
طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾
يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ

طرف موڑ کر لے آئے جو قُرآن کو بڑے غور سے سُن
رہے تھے[1]۔ جب وہ اُس جگہ پہنچے (جہاں آپؐ
قُرآن پڑھ رہے تھے) تو اُنھوں نے آپس میں
کہا: "خاموش سُنتے رہو۔" پھر جب آپؐ قُرآن
پڑھ چکے، تب وہ اپنی قوم کی طرف پلٹے، خبردار
کرنے والے بن کر ﴿۲۹﴾ کہنے لگے: "اَے ہماری قوم
والو! ہم نے ایک کِتاب سُنی ہے جو موسیٰؑ کے
بعد اُتاری گئی ہے۔ جو تصدیق کرنے والی ہے
اپنے سے پہلے آئی ہوئی کِتابوں کی۔ وہ ہدایت
کرتی ہے حق کی طرف، اور سِیدھے راستے کی
طرف ﴿۳۰﴾ اَے ہماری قوم والو! اللہ کی طرف
بُلانے والے کی دعوت کو قبول کر لو۔ اور اُن
کو دل سے مان لو۔ (اِس کے نتیجے میں) اللہ

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو تمہاری طرف مائل کر دیا تھا۔ نفر کے معنی دس سے کم افراد ہوتے ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ "ان جنوں کی تعداد نو تھی ایک جن نصیبین سے تھا اور آٹھ جن عمرو بن عامر سے تھے۔ آپؑ نے ان جنوں کے نام بھی بتائے (احتجاج طبرسی)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ رسول خداؐ کے دائرہ رسالت میں جنات بھی تھے۔ (مجمع البیان)

شان نزول یہ ہے کہ جب رسولؐ طائف تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے اور بظاہر وہاں سے ناکام لوٹے تو شب کے وقت میں آپ نماز کے عالم میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ جنات کا وہاں سے گزر ہوا اور وہ قرآن سننے لگے۔

***

www.drhasanrizvi.org

تمھارے گُناہوں کو معاف کردے گا۔ اور تمھیں
سخت تکلیف دینے والی سزا سے پناہ دے کر
بچالے گا[۱] (۳۱) اور جو کوئی اللہ کی طرف بُلانے
والے کی بات نہ مانے گا، تو وہ دُنیا میں بھی
اللہ کے قبضے سے باہر نہیں نکل سکتا (یا) نہ وہ
دُنیا میں اتنی طاقت رکھتا ہے کہ خدا کو بے بس
کردے، اور نہ اُس کے ایسے کوئی حالی موالی
دوست، حامی یا سرپرست ہوں گے جو اُسے
اللہ سے بچالیں۔ ایسے لوگ تو کھُلی ہوئی
واضح گمراہی میں پڑے ہیں" (۳۲)

کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے
یہ زمین اور آسمان پیدا کئے ہیں، اور جو اُن
کے پیدا کرنے سے ذرا بھی نہ تھکا، وہ ضرور

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۱)
وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۳۲)
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

---

[۱] آیت میں اس بات کی توضاحت ہے کہ جنات ایمان لانے کے بعد جہنم سے بچ جائیں گے لیکن ان کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اس بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں (مدارک۔ روح) لیکن دوسرے ماہرین جنوں کے جنت میں داخل ہونے پر متفق ہیں ابویوسف، محمد، حسن بصری، مالک بن انس (روح۔ مدارک)

***

www.drhasanrizvi.org

وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ
بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ

اِس بات پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔ کیوں نہیں۔ حقیقتاً وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۳۳﴾ اور جس دِن یہ حق کے منکر کافر لوگ آگ کے سامنے لائے جائیں گے (تو اُن سے پُوچھا جائے گا) "کیا یہ (جہنّم کی) آگ سچّی حقیقت ہے کہ نہیں؟" تو وہ کہیں گے: "کیوں نہیں۔ ہمارے پالنے والے مالک کی قسم (یہ سچّی حقیقت ہے)"۔ تب اُن سے کہا جائے گا: "پھر چکھو اِس سزا کو۔ اِس وجہ سے کہ تم اِس کا اِنکار کیا کرتے تھے" ﴿۳۴﴾

غرض آپؐ صبر و برداشت سے کام لیجئے جس طرح عزم و ہمّت والے (اولوالعزم) رسولوںؑ نے صبر سے کام لیا تھا[1]۔ اور اُن کے معاملے میں جلدی نہ کیجئے۔ جس دن یہ لوگ اُس چیز کو دیکھ

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ صبر کا درجہ کمال انبیا کرام اور آئمہ اطہارؑ کی خصوصیت ہے۔ "اولوالعزم" کے معنی صاحبان شریعت پیغمبر ہیں۔ جنہوں نے اپنی شریعت کو برقرار رکھنے کی پوری پوری کوشش کی اور ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کیا اور ثابت قدم رہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اولوالعزم انبیا پانچ ہیں:۔ "حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمدؐ۔ یہ اس لئے اولوالعزم ہوئے کیونکہ یہ کتاب اور شریعت کے ساتھ بھیجے گئے دوسرے پیغمبر جو حضرت نوحؑ کے بعد آئے وہ انہیں کی کتاب اور شریعت پر عمل کرتے رہے۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ آئے تو خدا کے حکم سے نوحؑ کی کتاب چھوڑ دی گئی۔ وہ منسوخ ہو گئی اور حضرت ابراہیمؑ کی شریعت اور کتاب پر عمل ہوا۔ ان کے بعد کے انبیا نے آپ کی ہی شریعت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

لیں گے جس کا اُنھیں خوف دِلایا جا رہا ہے، تو اُنھیں یوں معلوم ہو گا جیسے دُنیا میں ایک گھنٹے بھر سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے۔ بس بات پہنچا دی گئی۔ سو برباد تو وہی ہوں گے جو نافرمان ہوں گے ع ﴿۳۵﴾

يَلْبَثُوٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

آیات ۳۸ سورۂ محمدؐ مدنی رکوعات ۴

آیاتھا ۳۸ (۴۷) سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ رکوعاتھا ۴

(محمدؐ کے ذکر والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

جن لوگوں نے (خدا و رسولؐ کا) انکار کیا اور اللہ کے راستے سے (لوگوں کو) روکا، تو اللہ نے اُن کے اعمال کو برباد کر دیا[1] ① اور جن لوگوں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ①

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اور صحیفوں پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ توراۃ اور شریعت کے ساتھ آئے۔ اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت محمدؐ قرآن اور اپنی شریعت لائے پس حضرت محمدؐ نے جس چیز کو حلال بتایا وہ قیامت تک حلال اور جس کو حرام بتایا وہ قیامت تک حرام ہے" (الکافی و مجمع البیان)

***

[1] "ان کے اعمال کو برباد کر دیا۔" اس سے مراد وہی اعمال ہیں جو اگرچہ اچھے ہیں مگر کیونکہ وہ اعمال نہ تو خدا کے لئے انجام دیئے گئے اور نہ آخرت کی بھلائی کے لئے اس لئے اکارت کئے گئے۔ جیسے کوئی شہرت کے لئے صدقہ دے یا مہمان نوازی کرے (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ

نے (خدا کو) دِل سے مانا اور اَچھے اچھے کام بھی کئے اور اُس کو بھی دل سے مانا جو محمدؐ پر اُتارا گیا، جَب کہ وہ ہے بھی سراسر حقیقت، اُن کے پالنے والے مالک کی طرف سے، تو اللہ نے اُن کی بُرائیوں اور غلطیوں کو معاف کرکے اُن سے دُور کردیا اور اُن کی حالت کو بھی درُست کردیا[1] ﴿۲﴾

یہ اِس لئے کیا کہ جِن لوگوں نے اَبدی حقیقتوں سے کُفر و اِنکار کی راہ اِختیار کی، وہ باطل کے پیچھے پیچھے چلے[2]، اور حقیقتاً جنھوں نے اَبدی حقیقتوں کو دِل سے مانا، اور وہ اُس حقیقت کے پیچھے پیچھے چلے جو اُن کے پالنے والے مالک کی طرف سے آئی تھی (یعنی اُنھوں نے خدائی پیغام پر عمل کیا)، تو اِس طرح اللہ لوگوں کو اُن کی

---

[1] مومنین صادقین کے فخر و شرف کے لئے بس یہی بہت کافی ہے کہ ان کے اعمال صالحہ کے انبار عظیم کے ساتھ جو کچھ گنے چنے چند گناہ ہوں گے وہ بالکل معاف کر دیئے جائیں گے (ماجدی)

***

[2] باطل کی پیروی کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے دشمنوں کی پیروی کی (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "سورۂ محمدؐ میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴)

***

www.drhasanrizvi.org

حیثیت اور مقام ٹھیک بتا دیتا ہے
(یا) اِس طرح اللہ لوگوں کے لئے اُن کے اوصاف
بیان کرتا ہے ﴿۳﴾
تو جب (جنگ میں) تمھارا مُقابلہ حق کے
مُنکروں سے ہو جائے تو اُن کی گردنیں اُڑاؤ[1]
یہاں تک کہ جَب اُن کی گردنیں خُوب مار لو
تو پھر اُنھیں قَیدی بناؤ[1]۔ اِس کے بَعد یا
اِحسان کرکے چھوڑ دو[2] یا فدیہ وصول کرو۔ یہاں
تک کہ لڑائی اَپنے ہتھیار ڈال کر بالکل ختم ہو
جائے۔ یہ ہے تمھارے کرنے کا کام۔ اگر اللہ چاہتا
تو خود اُن سے اِنتقام لے لیتا۔ مگر اُس کا مقصد
تو یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا دُوسرے کے ذریعہ
سے اِمتحان لے۔ اَب وہ لوگ جو اللہ کی راہ

يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾
فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا
فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ۬ ذٰلِكَ ۛؕ وَلَوْ يَشَآءُ
اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَ

[1] گردنیں اڑانے یا مارنے سے مراد قتل کرنا ہے کیونکہ اس زمانے میں گردنیں اڑا کر ہی قتل کیا جاتا تھا (مجمع البیان، جلالین)

اور "خوب مار لو" کے معنی جب بہت سے افراد کو قتل کر لو جس سے پوری کی پوری جماعت چور چور ہو جائے تو باقی افراد کو قیدی بنا لو۔ پھر چاہے یونہی رہا کر دو یا فدیہ لے کر رہا کرو۔ (جلالین۔ شاہ رفیع الدین)

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ کافرِ حربی سے جب مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا امکان نہ ہو تو قتل کے بجائے قید کرنے پر اکتفا کی جائے۔ نیز یہ کہ بچے عورتیں اور بوڑھے لوگ اس حکم قتل سے مستثنیٰ ہیں (مدارک)

اور کافرِ حربی جب اسلام قبول کر لیں یا حکومت اسلامی سے جنگ نہ کرنے پر تیار ہو جائیں تو ان کا قتل جائز نہ رہے گا اور نہ قید کئے جائیں گے۔ اب وہ آزاد ہیں (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵
وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ
يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸

ہیں مارے جائیں گے، تو[1] اللہ اُن کے اعمال
کو ہرگز برباد نہ کرے گا ۝۴ اللہ[2] اُن کو سنبھالے
رہے گا اور[3] اُن کی حالت کو درست کردے
گا ۝۵ اور[4] اُنھیں جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے
باغ میں داخل کرے گا جس کا تعارف وہ اُن
سے کراچکا ہے ۝۶

تو اَے خدا و رسولؐ کو دِل سے مان لینے
والے اِیماندارو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو
وہ بھی تمھاری مدد کرے گا۔ اور تمھارے قدم
مضبوطی سے جما دے گا (یا) تمھیں ثابت قدمی[لہ]
عطا کرے گا ۝۷ اور جِن لوگوں نے خداورسولؐ[2]
سے اِنکار کیا، اُن کے لئے ہلاکت اور بربادی
ہے۔ اور اللہ نے اُن کے کاموں کو برباد کر

لہ اس آیت میں خود خدا اپنی مخلوق سے مدد مانگ رہا ہے۔ لہٰذا خدا کے خاص بندوں سے مانگنا بھی جائز ہے بشرطیکہ حقیقی مددگار خدا ہی کو سمجھا جائے اور ان کو خدا کا نمائندہ سمجھا جائے (القرآن المبین)

خدا تو بے نیاز ہے اس کی کوئی مدد نہیں کی جاسکتی خدا کی مدد سے مراد دین کی خدمت، انسانیت کی خدمت، خدا کے رسولؐ کی مدد ہے۔ عرفاء نے کہا کہ یہ ثابت قدم رہنے کا وعدہ عام ہے جو ہر شعبہ زندگی کے لئے ہے۔ اللہ کے دین کی نصرت کرنے والوں کے لئے خدا کی نصرت ہر وقت موجود رہتی ہے۔ خواہ وہ وسوسہ شیطانی ہو یالغزش نفسانی اور وہ نصرت انہیں مستقل خدا کی اطاعت پر قائم رکھتی ہے۔ (کشاف، مدارک، روح)

***

www.drhasanrizvi.org

دیا ہے ۸ اِس وجہ سے کہ اُنھوں نے اُس چیز
کو پسند نہیں کیا جسے اللہ نے اُتارا۔ تو اللہ
نے اُن کے (تمام) کام برباد کر ڈالے ۹ کیا
وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تھے کہ اُن لوگوں
کا انجام دیکھتے جو اُن کے پہلے تھے۔ اللہ نے اُن
کا بُری طرح تیا پانچا کر ڈالا (یا) اللہ نے اُن
کا سب کچھ اُن ہی کے اُوپر اُلٹ دیا اور مُنکرینِ
حق کے ایسے ہی انجام ہوتے ہیں ۱۰ یہ اِس لئے
کہ خدا و رسولؐ کو دل سے ماننے والے ایمانداروں
کا "مولٰی" (یعنی) حامی، مددگار اور کام بنانے والا
اللہ ہے اور کافروں کا "مولٰی" (یعنی) کام بنانے
والا کوئی نہیں[1] ع ۱۱ ع ۵

حقیقت یہ ہے کہ خدا اَبدی حقیقتوں کو دل

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۹
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۱۰
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ
ع لَا مَوْلٰى لَهُمْ ع ۱۱

---

[1] یہاں "مولٰی" کے معنی دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرنے والا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵)

"اور کافروں کا کوئی مولٰی نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب کا دفع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہ آیت خدا کے اس قول کے خلاف نہیں کہ "پھر وہ اللہ کی طرف لوٹائے گئے جو ان کا حقیقی مولٰی ہے" (انعام رکوع) اس لئے کہ یہاں پر مولٰی کے معنی حقیقی مالک اور پالنے والے کے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵)

***

www.drhasanrizvi.org

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَ
يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ﴿۱۲﴾
وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ
الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾

سے ماننے والے اِیمانداروں کو اور جنھوں نے اَچھّے اَچھے کام کئے، اُن کو بہشت کے سر سبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ رہے وہ لوگ جو اَبدی حقیقتوں کے اِنکاری (کافر) ہیں، وہ (چند دِنوں کی زندگی کے) مزے لُوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھاپی رہے ہیں، اور اُن کا آخری اَبدی ٹِھکانا جہنّم کی بھڑکتی دہکتی آگ ہے[۱] ﴿۱۲﴾ کتنی ہی بستیاں ہیں جو آپؐ کی اُس بَستی[۲] (مکّہ والوں) سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں، جس سے آپؐ کو نکال دیا گیا۔ اُنھیں ہم نے اِس طرح ہلاک کیا کہ کوئی اُن کا مدد کرنے والا تک نہ تھا ﴿۱۳﴾ تو کیا جو اَپنے پالنے والے مالک

[۱] چوپائے کھاتے پیتے ہیں تو ان کے لئے کوئی سزا بھی نہیں ہے لیکن کفار اگر کھاتے پیتے مزے اڑاتے ہیں تو ان کے لئے آخرت میں سزا مقرر ہے۔ اس لئے کہ وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

***

[۲] اس بستی سے مراد مکہ ہے۔ جہاں سے رسول خداؐ کو نکالا گیا تھا (تفسیر علی بن ابراہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾
مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

کی طرف سے ایک صاف واضح کُھلے ہوئے راستے یا دلیل پر ہیں[1]، وہ اُن کی طرح ہو سکتے ہیں جنھیں اُس کے بُرے کام سجا بنا کر خوب صُورت بنا دئے گئے ہیں اور جو اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پیچھے چلے ہیں[2]؟ ﴿۱۴﴾

جنّت کے جس سرسبز و شاداب گھنے باغ کا وعدہ برائیوں سے بچنے والے 'متقین' سے کیا گیا ہے، اُس کی شان بان تو یہ ہے کہ اُس میں نہریں بہہ رہی ہیں، ایسے پانی کی جس کے رنگ میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آتی، اور نہریں ہیں ایسے دُودھ کی جس کا مزہ کبھی نہیں بدلتا اور نہریں ہیں ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے بہت لذیذ ہے۔ اور نہریں ہیں صاف شفّاف

لے "کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہے" (ا) یہاں شخص سے اولین مراد حضرت علیؑ ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵ بحوالہ تفسیر قمی)
اس لئے کہ جس شدت کے ساتھ حق پر قیام حضرت علیؑ نے فرمایا اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

***

لے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ خدا کا فرمانا:- "جس کے لئے اس کے اعمال کی برائی زینت بن گئی، سج بن گئی تو انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی، اس سے اولین مراد منافق لوگ ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)
یعنی منافق جو سیاست چل رہے ہیں اور اسے بڑی عقلمندی سمجھ رہے ہیں تو ایسے منافق اور مومن برابر نہیں اس لئے کہ مومن جنتی ہیں اور منافق جہنمی (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

شہد کی۔ نیز اُن کے لئے اُس میں ہر طرح
کے پھل ہیں۔ پھر اُن کے لئے اُن کے پالنے والے
مالک کی طرف سے معافی اور بخشش بھی ہے۔
(ایک ایسا شخص) اُن لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے
جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہو، اور جنھیں ایسا
گرم پانی پلایا جائے گا جو اُن کی آنتوں کے
ٹکڑے اُڑا دے گا؟ ⑮

اُن میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو (بظاہر
تو) آپؐ کی بات کان لگا کر سُنتے ہیں۔ پھر
جب آپؐ کے پاس سے نکلتے ہیں تو اُن سے
جنھیں علم ملا ہے، پوچھتے ہیں کہ اُنھوں نے
ابھی کیا کہا تھا؟ یہ وہ ہیں جن کے دلوں
پر اللہ نے مُہر لگا دی ہے[1] اور جنھوں نے اپنی

عَسَلٍ مُّصَفًّى ۚ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَ
مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ
سُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ⑮
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۚ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ
عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا

---

[1] محققین نے لکھا کہ ظاہر ہے کہ یہ غیر مسلموں کا ذکر تو ہے ہی نہیں کیونکہ رسولؐ کے پاس آکر ان کی باتیں سننے والے مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ اسی جماعت میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جن کے لئے خدا فرما رہا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ تو اب قرآن کی روشنی میں بلا استثناء پوری جماعت کو ہدایت کا تمغہ دینا ممکن نہیں (فصل الخطاب)

عارفین نے نتیجہ نکالا کہ صرف محبت اور ہم نشینی بڑے سے بڑے مرشد کے پاس بھی بے اثر رہتی ہے جب تک ساتھ بیٹھنے والے کے دل میں علم حاصل کرنے کی طلب نہ ہو۔

***

www.drhasanrizvi.org

بُری نفسانی خواہشوں کی پیروی کی ہے ﴿١٦﴾ رہے
وہ جنھوں نے ہدایت قبول کی، تو خدا نے اُن
کی ہدایت میں اور اِضافہ کر دیا۔ اور اُنھیں
اُن کے حصّے کا "تقویٰ" (یعنی) بُرائیوں سے بچنے
اور فرائضِ اِلٰہیہ کے اَدا کرنے کی صلاحیت (یا)
توفیق عطا کی[۱] ﴿١٧﴾ تو کیا اَب یہ لوگ بس
قیامت کا اِنتظار کر رہے ہیں کہ وہ ایک دَم
سے اَچانک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ تو اُس کی
علامتیں تو آ ہی چکی ہیں (مثلاً آخری نبیؐ کا
آنا) تو جب وہ آ ہی جائے گی تو اُنھیں نصیحت
کے قبول کرنے کا کہاں موقع ہو گا؟ ﴿١٨﴾
تو خُوب جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی
خدا نہیں۔ (یعنی) اللہ کے سوا کوئی بندگی کا

أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾
وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾
فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَقَدْ
جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٨﴾
فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

---

[۱] خدا نے جہاں جہاں بھی قرآن میں لوگوں کے دلوں پر مہر لگانے یا گمراہ قرار دیئے جانے کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بات بھی پوری طرح ظاہر فرما دی ہے کہ اس کا سبب خود ان کا اپنا کوئی اختیاری فعل ہے اسی طرح ہدایت پانے والوں کا جہاں ذکر ہے وہاں بھی یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ ہدایت قبول کرنا ان نیک لوگوں کا اختیاری عمل ہے مثلاً اسی آیت میں فرمایا کہ "جن لوگوں نے ہدایت قبول کی خدا نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا اور انہیں ان کے شایان شان پرہیزگاری عطا فرمائی" گویا ہدایت میں اضافہ اور شایان شان پرہیزگاری کے عطا کرنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے ہدایت کا راستہ اختیاری طور پر از خود قبول کیا نہ گمراہی کا طریقہ اختیار کرنا جبری تھا اور نہ ان کا ہدایت کا راستہ اختیار کرنا جبری تھا (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

مستحق نہیں۔ اور اپنے قصور پر[1] اور مومن مردوں
اور مومن عورتوں کے لئے خدا کی معافی طلب
کرتے رہیئے۔ اللہ تمھاری سرگرمیوں کو بھی
جانتا ہے اور تمھارے آخری ٹھکانے کو بھی
جانتا ہے ع (۱۹) ۲ ع ۸ ۴
جو لوگ خدا و رسولؐ کو دِل سے مان
چکے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی اور نیا سورہ
کیوں نہیں اُتارا جاتا (جس میں ہمیں ظالموں
سے جنگ کرنے کی اِجازت دی جاتی) تو جب
کوئی بالکل واضح سورہ اُتارا جاتا ہے جِس میں
مرنے مارنے کا حکم ہوتا ہے تو آپؐ اُن کو دیکھیں
گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ آپؐ
کی طرف اِس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے موت

وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿١٩﴾ ع
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ
اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

---

[1] اصل میں خدا کی بارگاہ میں اپنی نیکیوں کو بھی اس کی شایان شان خدمت نہ سمجھ کر اور خود کو گناہگار قرار دے کر معافی کی دعا کرنا انتہائی اعلیٰ درجے کی عبودیت ہے۔ دعائے مغفرت گناہ کرنے پر موقوف نہیں ہوتی۔ اکابرین اپنی نیکیوں کو بھی خدا کی عظمت، نعمت اور رحمت کے مقابلے میں اس قدر کم اور ناقص سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی اطاعتوں اور نیکیوں پر بھی خدا سے دعائے مغفرت فرماتے ہیں بقول میر انیسؒ

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے
ہم جیسے کم ظرف تھوڑی سی نیکیوں پر اترا جاتے ہیں لیکن عالی ظرف لوگ اپنی نیکیوں کو بھی اپنی کوتاہی سمجھتے ہیں۔

صاحب تفسیر جلالین نے لکھا "حضرتؐ سے باوجود معصوم ہونے کے کہا گیا کہ معافی طلب فرمائیں تاکہ آپؐ کی امت اس طریقے کی پیروی کرے۔ (جلالین)

***

www.drhasanrizvi.org

سے بے ہوش ہو جانے والا دیکھتا ہے۔[۱] عنقریب
اُن کی شامت آنے والی ہے (۲۰) (اُن کی) اِطاعت
اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے۔ پھر
جب لڑائی ٹھن جائے[۲] تو اگر وہ (اُس وقت)
اللہ سے سچّے رہتے تو یہ اُن کے لئے کہیں بہتر
ہوتا[۱] (۲۱) تو اَب کیا تم سے اِس کے سِوا کچھ اور
توقّع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم لوگوں کے حاکم
بَن گئے تو زمین پر فساد بَرپا کرو گے اور اَپنے
رِشتہ داروں سے بدسلوکی کرتے ہوئے آپس
میں ایک دُوسرے کے گلے کاٹو گے؟ (۲۲) یہی وہ ہیں
جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور اُنھیں اَندھا
اور بہرا بنا دیا (۲۳) تو کیا وہ قرآن پر غور و فکر
نہیں کرتے یا اُن کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ (۲۰)
طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ
صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (۲۱)
فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ
وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (۲۲)
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ (۲۳)

۱ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا۔
" مسلمان سورت مانگتے تھے ۔ یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تو جو ہو سکے کر گزریں۔ مگر جب حکم جہاد آیا تو کچھ لوگوں پر بھاری پڑا ۔ مردے کی طرح بے رونق آنکھیں لئے دیکھتے ہیں کہ ہم کو کاش اس حکم سے معاف رکھیں ۔ بے حد خوف میں آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت۔ (موضح القرآن)

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب وحی نازل ہونے میں دیر ہوتی تھی تو صحابہ کا دل گھبراتا تھا تو تقاضا کرتے تھے کہ کوئی سورہ اتنے عرصے سے کیوں نہیں اترا؟ لیکن اگر جہاد کا حکم اترتا تھا تو ان کی بری حالت ہو جاتی تھی۔ (تبیان)

***

۲ امام رازی نے لکھا کہ عزم امر میں نہیں ہوتا بلکہ صاحب امر میں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب صاحب امر نے پختہ ارادہ کر لیا (تفسیر کبیر و زمخشری)

***

www.drhasanrizvi.org

ہیں ؟ (۲۴) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت کا
راستہ ظاہر اور واضح ہونے کے بعد اُس سے
پھر گئے" تو شیطان نے اُنھیں ورغلا کر اُس
(غلط) راستے کو آسان بنا دیا اور اُنھیں ڈھیل
دے کر جھوٹی توقعات کا سِلسلہ اُن کے لئے کھول
دیا[1] (۲۵) اِسی لئے اُنھوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے
دین کو پسند نہ کرنے والوں سے کہہ دیا کہ "ہم
چَند باتوں میں تمھارا کہنا مان لیں گے۔" جبکہ
اللہ اُن کی اندرونی کارروائی کو خُوب جانتا
تھا (۲۶) تو اُن کا کیا حال ہوگا اُس وقت جَب
فرشتے اُن کی رُوح قبض کر رہے ہوں گے (یعنی
اُن کی جان نِکال کر اَپنے قبضے میں لے رہے
ہوں گے) اور اُن کے مُنہ اور پیٹھوں پر مارتے

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (۲۴)
اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْهُدَی الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰی لَهُمْ (۲۵)
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ
فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ (۲۶)
فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

---

[1] قرآن پر غور نہ کرنے کی شکایت کی جا رہی ہے۔ یہ شکایت کفار و مشرکین سے نہیں کی جا رہی بلکہ انہیں مسلمانوں سے شکایت ہے جو قرآن کو قابل غور و فکر ہی نہیں سمجھتے۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کو قرآن کے حفظ نہ کرنے پر شکایت نہیں بلکہ اس کے معانی و اشارات پر غور نہ کرنے پر شکایت ہوتی ہے۔ (فصل الخطاب)

علامہ طبرسی نے نتیجہ نکالا کہ اگر قرآن کا مطلب سمجھنا بالکل ممکن ہی نہ ہوتا اور صرف خواص کا حق ہوتا کہ وہ اس پر غور و فکر کریں تو خدا لوگوں سے قرآن پر غور و فکر نہ کرنے کی شکایت نہ فرماتا۔ (تبیان)

***

[2] شیطانی دھوکوں سے بس خدا ہی محفوظ رکھے۔ اچھے اچھے عقلمند مومنین بھی اس کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ تو ہم جیسے ناقص الایمان لوگوں کا تو ذکر ہی کیا۔

***

www.drhasanrizvi.org

ہوئے اُنھیں لے جائیں گے (۲۷) یہ اِس وجہ سے ہوگا کہ وہ اُس طریقے پر چلے جو اللہ کو ناراض کرنے والا تھا، اور اُنھوں نے خدا کی پسند کو پسند نہ کیا (یا) خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا راستہ اِختیار کرنا پسند نہ کیا۔ پس (اِسی وجہ سے) خدا نے اُن کے تمام اعمال کو برباد کر دیا[۱] (۲۸) ع ۹

تو کیا وہ لوگ جن کے دِلوں میں بیماری ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کبھی اُن کے دلوں کی کھوٹ اور دُشمنی کو ظاہر نہ کرے گا؟ (۲۹) اگر ہم چاہیں تو ہم آپؐ کو اُنھیں دِکھا دیں۔ پس آپؐ اُن کے چہرے مُہرے، ناک نقشے یا حُلیے ہی سے اُنھیں پہچان لیتے۔ بہرحال آپؐ اُن کے بات کرنے کے انداز[۲] ہی سے اُنھیں ضرور پہچان

وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَ

---

[۱] یہ اعمال شروع ہی سے مردود اور غیر مقبول تھے کیونکہ ان کی بنیاد ایمان پر نہ تھی۔ البتہ اس غیر مقبولیت کا ظہور قیامت میں ہوگا۔

***

[۲] حضرت ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ لحن القول یعنی انداز گفتگو سے مراد حضرت علیؑ کی دشمنی کا انداز بھی ہے۔ جابر ابن عبداللہ انصاری اور عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم اپنی اولاد کی پہچان علیؑ کی محبت سے کیا کرتے ہیں جس کو علیؑ کا دشمن پاتے تو سمجھ لیتے کہ اس کی ولادت حلال طریقے سے نہیں ہوئی (تفسیر مجمع البیان)

سعید حذری نے فرمایا کہ "ہم رسولؐ کے زمانے میں منافقین کو علیؑ کی دشمنی سے پہچان لیا کرتے تھے۔ یہی بات جابر بن عبداللہ انصاری اور عبادہ بن صامت سے روایت کی گئی ہے (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

لیں گے۔ اللہ تم سب کے اعمال کو خُوب جانتا ہے (۳۰) ہم ضرور تم لوگوں کا اِمتحان لیں گے، یہاں تک کہ ہم یہ معلوم کرلیں[1] کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبرو برداشت کرنے والے کون ہیں۔ اور اِس طرح ہم تمھارے حالات کی جانچ پڑتال کریں گے (۳۱)

اَب جَب لوگوں نے کُفرو اِنکار کا راستہ اِختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا، اور رسولؐ سے اِختلاف اور جھگڑا کیا، باوجود اس کے کہ اُن پر ہدایت کا راستہ بالکل واضح ہو چکا تھا، تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، بلکہ اللہ اُن کے سارے اعمال، اُن کا سَب کیا کرایا برباد کردے گا (۳۲)

لَتَعۡرِفَنَّہُمۡ فِیۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اَعۡمَالَکُمۡ ﴿۳۰﴾
وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ حَتّٰی نَعۡلَمَ الۡمُجٰہِدِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَ
الصّٰبِرِیۡنَ ۙ وَ نَبۡلُوَا۠ اَخۡبَارَکُمۡ ﴿۳۱﴾
اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ
شَآقُّوا الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدٰی ۙ
لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ وَ سَیُحۡبِطُ اَعۡمَالَہُمۡ ﴿۳۲﴾

---

[1] خدا کے علم کی صفت اس کی عین ذات ہے۔ وہ کسب سے علم حاصل نہیں کرتا۔ لہٰذا جہل کا ہونا اس کے لئے محال ہے۔ اس لئے قرآن نے جہاں جہاں خدا کے لئے علم کی صفت بیان کی ہے وہ اسی معنی میں کی ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو گا اسے سب معلوم ہے۔ جو نہ ہو گا اس کے بارے میں بھی اس کو علم ہے کہ اگر ہوتا تو کیونکر ہوتا۔ غرض خدا کے علم کی صفت اس کی عین ذات ہے۔ (القرآن المبین)

***

www.drhasanrizvi.org

(اِس لئے) اَے اَبدی حقیقتوں کو دِل سے ماننے
والے اِیماندارو! اللہ کی اِطاعت کرو اور اُس
کے رسولؐ کی اِطاعت کرو۔ اور اَپنے اعمال کو
برباد نہ کرو[۱] ﴿۳۳﴾ (اِس لئے کہ) یہ حقیقت ہے کہ
جنھوں نے کفر و اِنکار کا راستہ اِختیار کیا' اور
(لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا' پھر وہ
اَپنی اِسی حالتِ کُفر میں مَر گئے' تو اللہ اُنھیں
کبھی معاف نہیں کرے گا ﴿۳۴﴾ پس تم ہمّت نہ
ہارو اور اپنی طرف سے صلح کی بِھیک نہ
مانگو[۲]۔ (آخر کار) تم ہی غالب رہنے والے ہو۔
(کیونکہ) اللہ تمھارے ساتھ ہے۔ وہ تمھارے
اعمال ہرگز برباد نہ کرے گا (یا) وہ ہرگز تمھارے
اعمال (کے اجر) میں کمی نہیں کرے گا[۳] ﴿۳۵﴾ یہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ
مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾
فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ
وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾

---

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایمان بیج کا درجہ رکھتا ہے اور خدا کی معافی اور مغفرت اس درخت کا پھل ہے۔ ظاہر ہے کہ بیج کے بغیر درخت اور پھل کے وجود میں آنے کا کوئی تصور ہی ممکن نہیں۔

***

[۲] آیت میں ہمت ہارنے سے روکا گیا ہے کہ مایوسی کے خیال کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دو۔ دشمنوں کی تعداد اور اسلحہ کی کثرت دیکھ کر طبیعت میں کمزوری پیدا ہو جانا تو ایک فطری عمل ہے۔ ممانعت اس بات کی ہے کہ اس کمزوری کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دو اور اس تصور کے نیچے دب کر اس کے تقاضوں پر عمل نہ کرو (ماجدی)

***

[۳] آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا تمہارے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا نہ کسی کے اعمال ضبط کرے گا اور نہ اسے اس کے اعمال سے خالی چھوڑے گا (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۶)

***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ
تَتَّقُوۡا يُؤۡتِكُمۡ اُجُوۡرَكُمۡ وَلَا يَسۡـَٔـلۡكُمۡ اَمۡوَالَكُمۡ ﴿۳٦﴾
اِنۡ يَّسۡـَٔـلۡكُمُوۡهَا فَيُحۡفِكُمۡ تَبۡخَلُوۡا وَيُخۡرِجۡ اَضۡغَانَكُمۡ ﴿۳۷﴾
هٰۤاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنۡكُمۡ

دُنیا کی زندگی تو محض ایک کھیل تماشا ہے[1] ۔(اِس لئے یہاں کی کامیابی کی کوئی حقیقت نہیں) لیکن اگر تم خدا و رسولؐ کو دل سے مان کر اُن پر ایمان لاؤ اور خدا کی ناراضگی اور بُرائیوں سے بچتے رہنے کی زندگی اختیار کرو، تو اللہ تمھیں تمھارا اجر عطا کرے گا اور وہ تم سے تمھارا مال نہیں مانگے گا۔ ﴿۳٦﴾ اگر خدا تم سے تمھارا مال مانگتے ہوئے اِصرار بھی کرے تو تم بُخل سے کام لوگے اور اِس طرح وہ تمھاری ناگواری ظاہر کردے گا۔(لیکن خدا تمھارا اتنا سخت اِمتحان نہیں لیتا کہ تمھاری کمزوریاں اُبھر کر سامنے آجائیں) ﴿۳۷﴾ دیکھو کہ تمھاری تو حالت یہ ہے کہ جب تمھیں اِس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ اللہ کی راہ میں

[1] قرآن میں دنیا کی زندگی کو جہاں جہاں لہوولعب یعنی کھیل تماشہ کہا ہے وہ ہمیشہ آخرت کی زندگی کے مقابلے پر کہا ہے۔ لامتناہی اور متناہی کا مقابلہ ہی کیا؟ مراد ایسی دنیوی زندگی ہے جس میں انسان خدا اور آخرت کو بھول جائے اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائے۔ بقول مولانا روم

چیست دنیا؟ از خدا غافل شدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(یعنی) دنیا کیا ہے؟ خدا کو بھول جانا۔ مال دولت، سونا چاندی، بیوی بچے دنیاداری نہیں۔

اور بقول ڈاکٹر اقبال ؎

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز، گرمیٔ محفل نہ کر قبول

***

www.drhasanrizvi.org

خرچ کرو تو تم میں سے کچھ لوگ تو بُخل کرتے
ہیں، حالانکہ جو بھی بُخل کرتا ہے وہ حقیقت میں
خود اَپنے آپ سے کنجوسی کرتا ہے[1] (کیونکہ) اللہ تو
غنی ہے، (یعنی) کسی کا محتاج نہیں، البتہ تم خود
محتاج ہو۔ اَب اگر تم مُنہ موڑو گے تو اللہ تمھاری
جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا، پھر وہ تمھارے
جیسے نہ ہوں گے[2] ع (۳۸)

۸ ع ۱۰ ۴

مَنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَ
اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝۳۸ ع

آیات ۲۹	سورہ فتح مدنی	رکوعات ۴

ایاتہا ۲۹ (۴۸) سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۴

(فتح کے ذکر والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فائدے اور فیض پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے
حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایک کھلی ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝۱ ۙ

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں ہمیشہ ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اس لئے اس بات کا کوئی امکان ہی نہیں کہ ہمارے بخل سے خدا کو کوئی نقصان ہو۔

***

[2] اصحاب رسولؐ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کے لئے خدا نے فرمایا "اگر تم منہ پھیر لو گے تو وہ تمہارے سوا دوسری قوم کو بدل دے گا"۔ جناب رسول خداؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ "یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر ایمان ثریا پر بھی لٹک رہا ہوگا، تو فارس (ایران) کے لوگ اسے وہاں سے بھی لے آئیں گے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۷ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ۙ
وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ
لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

نُمایاں فتح دی ہے[1] ۝۱ تاکہ اللہ آپؐ کی (سب اگلی پچھلی کوتاہیوں[2] (مُراد مُشرکوں کے اِلزامات کو ڈھانپ لے (یا مسلمانوں کی اُن خامیوں کو معاف کر دے جو ۱۹ سال سے اِسلام کی سربلندی کے لئے کام کرتے ہوئے رہ گئی ہیں) اور آپؐ پر اپنی نِعمتوں کو مُکمّل کر دے۔ اور آپؐ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دے ۝۲ اور آپ کو باعِزّت غلبہ عطا فرمائے ۝۳ وہی (خدا) ہے جس نے اِیمان والوں کے دِلوں میں سکُون و اِطمینان اُتارا تاکہ وہ اپنے موجُودہ ایمان کے ساتھ اپنے اِیمان میں مزید ترقّی کریں۔ (غرض) زمین و آسمانوں کے سَب لشکر اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا بھی ہے اور گہری

---

[1] "فتح مبین" یعنی کھلی ہوئی فتح سے مراد "صلح حدیبیہ" ہے۔ (ابن کثیر۔ معالم)۔
یہی صلح حدیبیہ ہے جسے خدا نے فتح مبین فرمایا صدر اول کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ کوئی فتح صلح حدیبیہ سے بڑی نہیں ہو سکتی" (مجمع البیان بقول امام زہری)
محققین نے نتیجہ نکالا کہ اسلام مادی فتوحات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا جتنا روحانی اور اخلاقی فتح کو اہمیت دیتا ہے جو صلح آشتی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ فوجوں کو شکست دینا آسان ہوتا ہے مگر نفس پر قابو پا کر خوں ریزی کے محرکات کو دبا دینا بڑا مشکل کام ہے۔
حضرت امام حسنؑ کی صلح پر اعتراض کرنے والے اور امام حسینؑ کی اخلاقی و روحانی فتح کو نہ سمجھنے والے وہی لوگ ہیں جو صلح حدیبیہ کی فتح مبین ہونے کا راز نہ سمجھ سکے ۔ یہ مادی اور ظاہری فتوحات کے رسیا صرف مادی کامیابیوں کو کامیابی سمجھتے ہیں۔

***

[2] عربی میں "ذنب" کے معنی ذم لگانے

(بقیہ ۱۸۸۳ پر)

www.drhasanrizvi.org

حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک
ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے[۱] ۝۴ یہ سب اِس لئے
کیا گیا ہے تاکہ (خدا) مومن مَردوں[۱] اور مومن
عورتوں کو جنّت کے اُن سرسبز و شاداب گھنے
باغوں میں داخل کرے، جن کے نیچے سے نہریں
بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں
گے اور اِس[۲] طرح اُن کی بُرائیاں اُن سے دُور
کر دے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی
ہے ۝۵ (اور یہ سب اِس لئے بھی کیا گیا ہے
تاکہ[۳]) اُن منافق مَردوں اور عورتوں اور مُشرک
مَردوں اور عورتوں کو سزا دے، جو خدا کے
بارے میں بُرے خیالات رکھتے ہیں[۲]۔ اِس بُرائی
کا انجام اُنھیں کے خلاف ہوگا۔ اور اللہ اُن پر

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴
لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ
عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا
عَظِيْمًا ۝۵

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ

۱؎ صلح حدیبیہ کے خلاف خود مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں خوب خوب باتیں ہوئیں ۔ بڑے بڑے لوگ رسول خداؐ پر شک کرنے لگے ۔ لیکن کچھ ایسے بھی تھے کہ انہیں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہ ہوا انہیں کے لئے خدا نے فرمایا کہ "اللہ نے ان کے دلوں میں سکون و اطمینان اتارا" (تفسیر علی ابن ابراہیم)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "سکنیہ سے مراد ایمان ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۹)

ایمان میں اضافہ ہونے اور دل میں سکون پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نور باطنی میں اور زیادہ، نورانیت پیدا ہو گئی۔ اور ایمان استدلالی اور برہانی کے ساتھ ساتھ ایمان عیانی (مشاہدہ پر مبنی ایمان) بھی نصیب ہوا۔ (تفسیر روح المعانی)

***

۲؎ اللہ سے برے گمان رکھنے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے صلح سے انکار کیا اور

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶
وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸

غضب ناک ہے اور اُن پر لعنت کرتا ہے (یعنی اُن کو اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے دُور کر رہا ہے) اور اُس نے اُن کے لئے جہنّم کی بھڑکتی آگ تیّار کر رکھی ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے ۶ زمین اور آسمانوں کے لشکر اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، اور وہ زبردست طاقت والا، عزّت والا اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے ۷

یقین جانئے کہ ہم نے آپؐ کو اپنا گواہ[1] بنا کر، خوشخبری دینے والا اور بُرے کاموں کے بُرے نتائج سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۸ تاکہ تم لوگ اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

رسول خداؐ پر جھوٹے الزامات لگائے (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۹ بحوالہ تفسیر قمی)

مشرکین پر مکہ میں برا وقت یوں پڑا کہ وہ ہر طرح سے مغلوب ہوگئے اور منافقین ساری عمر مسلمانوں کی ترقی پر جل جل کر کڑھتے رہے۔

* * *

[1] "شاہد" کے معنی گواہ اور نگراں کے ہوتے ہیں قرآن کی رو سے ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوتا ہے اور ہمارے رسولؐ تمام امت پر شاہد و گواہ ہیں۔ اب یہ گواہی قیامت کے دن امت کی کارگزاری کے متعلق ہوگی۔ جیسے ایک افسر اعلیٰ اپنے ماتحت عملہ کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔
گواہ کے دوسرے معنی "نمونہ عمل" یا کسوٹی کے ہیں۔ جس کی بنیاد پر اعمال کو پرکھا جائے گا۔ اور اس کی قدر و قیمت متعین کی جائے گی (فصل الخطاب)

* * *

www.drhasanrizvi.org

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ
تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ⑨
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ
يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ
فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى
بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا
عَظِيْمًا ⑩ ع
سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ

دِل سے مانو اور اُس کی مَدد بھی کرو اور عِزّت بھی، اور صُبح و شام خدا کی تسبیح (کے ذریعہ اُس کی) پاکی اور بے عَیبی کو بیان کرو[1] ⑨

جو لوگ آپؐ سے بَیعت کر رہے ہیں وہ در اَصل اللہ سے بَیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے[2]۔ اَب جو اِس عہد یا بَیعت کو توڑے گا تو وہ اُسے توڑ کر خود اَپنا ہی نقصان کرے گا، اور جو اُس عہد کو پُورا کرے گا جو اُس نے اللہ سے کیا ہے، تو عنقریب اللہ اُسے بہت بڑا اَجر عطا فرمائے گا ⑩ ع

ع ۱۰ / ۹

دیہاتی صحرائی عربوں میں سے جو لوگ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے تھے، وہ عنقریب

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اس آیت سے رسول اسلامؐ کی تعظیم کا واجب ہونا ثابت ہے اس لئے اب کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں رہا کہ وہ تعظیم رسولؐ کے کسی طریقے کو شرک قرار دے۔ اور مسلمانوں کو رسولؐ کی تعظیم سے روکے (فصل الخطاب)

"تسبیح یا پاکی بیان کرنے" سے مراد فرض نمازیں ہیں (معالم)

***

[2] اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول خداؐ کی بیعت کرتے وقت رسول خداؐ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔ وہ گویا خدا کا ہاتھ ہے جو تم سے بیعت لیتا ہے اس لئے جو لوگ رسول خداؐ کی بیعت کرتے ہیں وہ حقیقتاً خدا کی بیعت کرتے ہیں (کیونکہ اس بیعت کا اصلی مطلب خدا کی اطاعت کرنے کا عہد ہوتا ہے اور رسولؐ خدا کا نمائندہ ہے) (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۹)

www.drhasanrizvi.org

آپؐ سے کہیں گے کہ "ہمیں ہمارے مال اور
گھر والوں کی فکر نے روک رکھّا تھا۔ آپؐ ہمارے
لئے خدا سے معافی کی دُعا فرمائیں"۔ یہ لوگ
اَپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اِن کے
دِلوں کے اندر نہیں ہوتیں۔ اُن سے کہئے (اچھّا
اگر یہی بات ہے تو) کون تمھارے معاملے میں
اللہ کے کِسی فیصلے کو روک دینے کا کچھ بھی
اختیار رکھتا ہے، اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا
چاہے یا تمھارا نفع چاہے؟ نہیں، بلکہ اللہ
تمھارے تمام کاموں سے پُوری طرح واقف ہے (۱۱)
بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم نے تو یہ سمجھ رکھّا
تھا کہ رسولؐ اور مومنین اَپنے گھروں میں پلٹ
کر کبھی واپس نہ آسکیں گے۔ اور یہ خیال

اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ
بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ
يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا (۱۱)
بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ

لہ پیچھے رہ جانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ جانے والے سفر میں جو مکے کی طرف تھا رسول کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کو کوتاہی کی سزا یہ دی گئی اب انہیں خیبر کی مہم میں رسول خداؐ کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا
(تفسیر علی ابن ابراہیم وفتح الرحمان)

وجہ یہ تھی کہ خیبر میں کافی مال غنیمت ملنے کی امید تھی۔ اس لئے جو عرب حدیبیہ نہیں گئے تھے وہ بھی خیبر جانے کے لئے بے تاب تھے۔ مگر ان کو یہ سزا دی گئی کہ ان کو خیبر جانے سے روک دیا گیا۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہوتے مگر اس کے بجائے یہ کہتے پھرے کہ مسلمان ہم سے جلتے ہیں۔ اسی لئے ہمیں اپنے ساتھ آنے نہیں دیتے۔ یہ ان کی ہٹ دھرمی کی انتہا تھی۔

***

www.drhasanrizvi.org

تمھارے دِلوں کو بہت لُبھا رہا تھا (یا) یہ خیال
تمھارے دِلوں کو بہت اَچّھا لگ رہا تھا اور
تم نے بہت بُرے بُرے خیالات باندھ رکھّے
تھے اور تم بہت ہی بِگڑے ہوئے فاسد، بدظن،
نالائق اور تباہی کے راستے پر جانے والے اور
ہلاک ہونے والے لوگ ہو ⑫ (اور تم ہی نہیں)
جو کوئی بھی اللہ اور رسولؐ کو دِل سے نہیں
مانتا، تو ہم نے اَیسے حق کے مُنکر کافروں کے لئے
جہنّم کی بھڑکتی دہکتی آگ بالکل تیّار کر رکھّی
ہے ⑬ (کیونکہ) آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا
مالک اللہ ہی ہے۔ وہ جِسے چاہتا ہے معاف
کر دیتا ہے اور جِسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔
بلاشُبہ اللہ بڑا معاف کرنے والا، بے حد مُسلسل

الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَكُنْتُمْ
قَوْمًۢا بُوْرًا ⑫
وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ⑬
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ⑭

(صفحہ ۱۸۷۸ کا بقیہ)

کے ہیں۔ یعنی جھوٹے الزامات لگانا۔ مثلاً کافروں کا کہنا کہ حضورؐ شاعر ہیں یا جادوگر ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۹)۔ امام رضاؑ نے فرمایا کہ "مکہ کے مشرکوں کے نزدیک رسول خداؐ سے زیادہ کوئی گناہگار نہ تھا کیونکہ وہ ان کے خداؤں کو نہیں مانتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد ان کی زبانیں بند ہو گئیں اس طرح وہ الزامات خدا نے ڈھانپ دیئے کیونکہ اب کفار اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ الزام تراشیاں نہیں کر سکتے تھے"۔
(عیون اخبار الرضاؑ)

***

www.drhasanrizvi.org

رحم کرنے والا ہے[1] ⑭

جب تم مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے لئے جاؤ گے تو یہ پیچھے رہ جانے والے تم سے ضرور کہیں گے: "ارے ہمیں بھی اپنے پیچھے پیچھے آنے کی اجازت دے دو۔" یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل ڈالیں[2]۔ کہہ دیجئے کہ: "تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں آسکتے (کیونکہ) اللہ پہلے ہی یہ بات فرما چکا ہے۔" اس پر وہ کہیں گے: "(نہیں) بلکہ تم لوگ ہم سے جلتے ہو[3]۔" اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ (حق بات کو) بہت ہی کم سمجھتے ہیں ⑮ اُن پیچھے رہ جانے والے دیہاتی صحرائی عربوں سے کہہ دیجئے کہ: "عنقریب تمھیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لئے بُلایا جائے گا

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑮

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى

[1] بخشش معافی اور رحم کرنا تو خدا کی عادت ہے جو ہمیشہ مسلسل ہوتا ہی رہتا ہے۔ لیکن سزا دینا مخصوص معاملات میں ہوتا ہے۔ اسی لئے خدا نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ "میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰)

***

[2] اللہ نے حدیبیہ جانے والوں سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ان کو مکہ کے بجائے خیبر میں مالِ غنیمت عطا فرمائے گا اور حدیبیہ نہ جانے والے یہ چاہتے تھے کہ وہ بھی خیبر کے مالِ غنیمت حاصل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں اور اس طرح اللہ کے وعدہ کو بدل کر رکھ دیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[3] مسلمانوں کے روکنے پر منافقین کہنے لگے کہ یہ کوئی خدا کا حکم نہیں ہے۔ اصل میں تم لوگ یہ چاہتے ہی نہیں کہ ہم اس نفع میں شریک ہوں۔ انسان اپنے ہی پیمانے سے دوسرے کو ناپتا ہے۔ منافقین نے اپنے ہی نفس پر قیاس کر کے یہ بات مسلمانوں کے لئے کہہ دی۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

جو بڑے سخت لڑنے والے ہوں گے[۱]۔ تمھیں اُن سے جنگ کرنا ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ مطیعِ فرمان ہو جائیں، اُس وقت اگر تم نے حُکمِ جہاد کی اطاعت کی، تو اللہ تمھیں بہت اچھا بدلہ[۲] دے گا۔ اور اگر اُس وقت پھر تم نے جہاد سے مُنہ کو موڑا، جس طرح پہلے مُنہ کو موڑ چکے ہو، تو اللہ تم کو بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا دے گا ⑯

(البتّہ) اگر کوئی اندھا، لنگڑا یا بیمار جہاد کے لئے نہ آئے، تو کوئی حرج نہیں۔ غرض جو کوئی بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اِطاعت کرے گا، اللہ اُسے جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور جو (خدا اور

قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

[۱] سخت لڑائی کرنے والی قوم سے مراد قبیلہ ہوازن اور قبیلہ ثقیف کے لوگ ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰)

***

[۲] اور اجر حسنہ سے مراد دنیا میں مال غنیمت ہے اور آخرت میں ثواب جنت ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰)

مطلب یہ ہے کہ اب اس وقت میں تمھیں مال غنیمت کی خاطر ساتھ نہیں لے جا سکتا مگر تمھیں اپنی اصلاح کا ایک موقع دیا جائے گا۔ اس میں اگر تم نے اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کیا تو تمھاری پچھلی غلطی نظر انداز کر دی جائے گی۔ اب یہ موقع کب آیا؟ تو بعض مفسرین نے اجمال قرآن سے فائدہ اٹھا کر اسے ایران اور روم کی جنگوں سے ملا دیا جو بعد رسولؐ ہوئیں (جلالین) لیکن یہ تفسیر جب صحیح ہو سکتی تھی کہ یہ آیت رسولؐ کے آخری زمانے میں اتری ہوتی اور رسولؐ کو کسی جنگ کا موقع ہی نہ ملا ہوتا۔ حالانکہ خیبر کے بعد بالاتفاق حنین کا سخت معرکہ پیش آیا۔ اسی لئے صدر اول کے مفسرین نے اسے غزوہ حنین سے متعلق قرار دیا ہے (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑰
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ⑱
وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

اُس کے رسولؐ کی اِطاعت سے) مُنہ کو پھیر لے
گا، اُسے خدا بڑی سخت تکلیف دینے والی
سزا دے گا ⑰ ع

۲ ع ۷ ۱۰

اللہ اُن اِیمانداروں سے خوش ہوا، جب
وہ درخت کے نیچے آپؐ سے بَیعت کر رہے تھے۔
(کیونکہ) خدا کو اُن کے دِلوں کا حال معلوم تھا۔
(اِس لئے) اُس نے اُن کے دِلوں پَر سکون و
اِطمینان اُتارا (یعنی اُس خَوف کی حالت میں
اُن کے دِل سے ہر قِسم کی گھبراہٹ اور خَوف
نِکال دِیا)۔ نیز اُنھیں ایک جَلد حاصل ہونے
والی فتح عطا کی [1] ⑱ اور بہت سا مالِ غنیمت
بھی اُنھیں عطا کیا جسے وہ (عنقریب فتحِ خیبر
کے موقع پر) حاصل کر لیں گے۔ (اِس لئے

[1] فتح قریب سے مراد فتح خیبر ہے جو انہیں حدیبیہ سے واپسی پر فوراً نصیب ہوئی (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰) رسول خداؐ نے حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی۔ اسی کو بیعت شجرہ کہتے ہیں۔ اس سے متعلق یہ آیت اتری کہ خدا راضی ہوا۔ اسی لئے اس کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ جن جن لوگوں نے یہ بیعت کی وہ سب کے سب رضائے الٰہی کے مستحق ہوگئے مگر انہوں نے آیت کے ان الفاظ پر غور نہیں کیا کہ "خدا نے جان کر اسے جو، ان کے دلوں میں ہے" یعنی جو کچھ اس آیت میں کہا گیا ہے اس کا تعلق رسمی اسلام سے نہیں۔ بلکہ اس کا تعلق حقیقت ایمانی سے ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ ورنہ ظاہری طور پر مسلمانوں میں ایک باقاعدہ جماعت منافقین موجود تھی جو بیعت کرنے والوں میں شامل تھی اور جن کی بعد میں قرآن نے خوب خوب مذمت کی۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

حَكِيمًا ﴿١٩﴾
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ
لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ
آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾

اللہ بہت زبردست طاقت والا، عزّت والا اور دانائی کے ساتھ بالکل صحیح کام کرنے والا ہے ﴿۱۹﴾ اللہ تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا وعدہ کرتا ہے جسے تم (فتحِ خیبر کے موقع پر) حاصل کروگے۔ فوری طور پر، فی الحال تو یہ فتح اُس نے تمھیں عطا کر دی ہے۔ اور لوگوں کے ہاتھ تمھارے خلاف اُٹھنے سے روک دئے ہیں۔ تاکہ یہ (فتح) اِیمان لانے والوں کے لئے (خدا کی قدرت کی) ایک نشانی یا دلیل بن جائے۔ (کہ جو شخص خدا و رسولؐ کی اِطاعت کرتا ہے، اللہ ہر طرح سے اُس کی مدد فرماتا ہے) اور (اس بات کی بھی دلیل بن جائے کہ خدا) تم لوگوں کو سیدھے راستے کی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

نیز یہ کہ خدا کا یہ فرمانا کہ "ان پر سکون اور اطمینان اتارا۔" تو صلح حدیبیہ پر بھی خدا نے یہی الفاظ استعمال فرمائے تھے۔ اور اس سکون و اطمینان کی خاص علامت اس بات کو قرار دیا تھا کہ ان کے دلوں میں رسولؐ سے متعلق کوئی شک وشبہ نہ ہوا۔ اس لئے اگر کسی کے دل میں شکوک و شبہات کا ہجوم ثابت ہو جائے تو وہ یقیناً اس آیت کا مصداق نہ ہوگا (فصل الخطاب) اور قریبی فتح سے مراد وہ فتح ہے جو حدیبیہ کے فوراً بعد بلا فاصلہ ہوئی اور وہ خیبر کی فتح ہے اور خدا کا یہ وعدہ اس کے ہاتھ سے پورا ہوا جس کے بارے میں رسول خداؐ نے فرمایا کہ "کل میں اس مرد کو علم دوں گا جو بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہوگا۔ اللہ اور رسولؐ اس کو دوست رکھیں گے اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھے گا۔ اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا" (بخاری شریف)

***

www.drhasanrizvi.org

ہدایت کرتا ہے (۲۰) اِس کے علاوہ دُوسرے اور
(فتوحات و اموال کے حاصل ہونے کا بھی تم سے
وعدہ کرتا ہے) جن پر تم ابھی تک قادر نہیں[1]
ہوتے ہو۔ مگر وہ اللہ کے قبضے میں ہیں اور
اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۱)
اگر حق کے مُنکر کافر لوگ تم سے جنگ کرتے
تو وہ ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور پھر
کوئی دوست یا مددگار بھی نہ پاتے[2] (۲۲) (کیونکہ
اللہ کا یہی دستور ہے جو پہلے سے چلا آ رہا
ہے اور تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی
تبدیلی نہ پاؤ گے[3] (۲۳)
وہی خدا ہے جس نے مکّہ کی وادی میں
اُن کے ہاتھوں کو تم سے اور تمھارے ہاتھوں

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (۲۱)
وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۲۲)
سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (۲۳)
وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

[1] ایک اور فتح، یا دوسری فتح سے مراد مکہ کی فتح ہے۔ وہ فتح ابھی تک تمہارے بس میں نہیں ہے۔ اللہ جب چاہے گا یہ فتح تمہیں عطا فرمائے گا۔ (ماجدی)

***

[2] حدیبیہ میں حکمت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ رسول بغیر جنگ کئے واپس آجائیں ورنہ اگر جنگ ہوتی تو کفار مقابلے پر نہ لڑ سکتے تھے۔ گویا حدیبیہ میں رسولؐ کے پاس طاقت زیادہ تھی مگر خدا نے جنگ کی اجازت نہ دی۔ جب کہ بدر میں رسولؐ کی طاقت کم تھی مگر جنگ کا حکم دیا۔ گویا یہ اصول دیا کہ اگر طاقت زیادہ ہو تو کمزور کو مت دباؤ۔ اور اگر کوئی دبائے تو خواہ مخواہ نہ دبو اور مقابلہ کرو۔

***

[3] مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو قاعدے ضابطے مقرر فرمائے ہیں ان کو بدلنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ
اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾
هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۚ وَلَوْ
لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ

کو اُن سے (لڑنے سے) روک دیا۔ حالانکہ خدا نے تم کو اُن پر قابُو بھی دے دیا تھا[1] اور جو کچھ بھی کہ تم کر رہے تھے اُسے اللہ اچھّی طرح دیکھ بھی رہا تھا ﴿۲۴﴾ (یہ) وہی لوگ ہیں جنھوں نے حق کا اِنکار کیا (یا) کُفر اِختیار کیا، اور تمھیں مسجدِ حرام (میں داخل ہونے) سے روکا۔ اور قربانی کے جانوروں کو اُن کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا۔ اگر (مکّے میں) ایسے مومن مرد اور عورتیں موجود نہ ہوتے، جنھیں تم جانتے تک نہیں، اور یہ خطرہ بھی نہ ہوتا کہ تم اُنھیں اَپنے پیروں تلے روند دوگے، تو تم پر اُن کے سَبَب گُناہ ہوتا، وہ بھی لاعِلمی میں (اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو جنگ روکی نہ جاتی[2] نیز یہ

[1] آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے مدینہ سے حرم مکہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ خود تم سے صلح کے خواہاں ہوئے۔ جب کہ اس سے پہلے انہوں نے مدینہ میں تم پر غزور کیا تھا اور تم صلح کے خواہاں ہوا کرتے تھے۔ اب وہ صلح کے خواہشمند ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[2] اللہ نے اپنے نبیؐ کو اطلاع دے دی کہ اس صلح حدیبیہ کا اصلی سبب یہ ہے کہ جو مومن مرد اور مومن عورتیں مکہ میں تھیں اور تقیہ کئے ہوئے اپنا ایمان چھپائے زندگی بسر کر رہے تھے۔ اگر صلح نہ ہوتی تو وہ بھی مشرکوں کے ساتھ قتل ہو جاتے۔ اب صلح ہو جانے سے وہ امن ہی میں رہے۔ اور اب وہ اس قابل بھی ہوگئے کہ انہوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ اس لئے یہ صلح اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

کہ جنگ اِس لئے بھی روکی گئی) تاکہ اللہ جس
کو چاہے اَپنی رحمت میں داخل کرلے۔ (غرض
اگر وہ مومن (جو اَپنا اِیمان چھپائے ہوئے
مکّہ میں موجود تھے مکّہ سے) الگ ہوگئے ہوتے
تو ہم (مکّہ سے) اُن لوگوں کو جو حق کے مُنکر
کافر تھے، ضرور سخت تکلیف دینے والی
سَزا دیتے[لے] ۲۵ (اِسی لئے) اُن لوگوں نے جو
حق کے مُنکر کافر ہیں، اَپنے دلوں میں جاہلانہ
تعصّب اور حمیّت بٹھا لی (یعنی صِرف اَپنی
ناک اور بڑائی کی خاطر جان بوجھ کر غلط کام
کیا) تو اللہ نے اَپنے رسولؐ اور مومنین پر
سکون و اِطمینان اُتار دیا اور مومنین کو تقویٰ
(یعنی) بُرائی اور ظلم سے بچنے کی بات کاپابند

اَنۡ تَطَـُٔوۡهُمۡ فَتُصِيۡبَكُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ۚ لِيُدۡخِلَ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ۚ لَوۡ تَزَيَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۲۵

اِذۡ جَعَلَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الۡجَاهِلِيَّةِ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلٰى

لے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت علیؑ کو جسمانی قوت حاصل نہ تھی؟ اور کیا وہ امر خدا کے اجراء کی طاقت نہ رکھتے تھے؟ امام نے فرمایا "ضرور رکھتے تھے" اس پر کسی نے پوچھا کہ پھر آخر کیا چیز مانع ہوئی کہ انہوں نے اپنا دفاع نہ کیا؟۔ امامؑ نے فرمایا "علیؑ کو قرآن کی یہی آیت مانع تھی جس میں خدا نے فرمایا" اگر وہ (مومن) کافروں سے) جدا ہو جاتے تو ان میں سے جو کافر ہوگئے ہم ضرور انہیں دردناک عذاب کی سزا دیتے۔

پھر فرمایا "کیونکہ اللہ نے منافقوں کے صلبوں میں مومن ودیعت کئے تھے۔ تو علیؑ کا یہ کام نہ تھا کہ جب تک وہ مومن پیدا نہ ہولیں، ان کے باپ دادا کو قتل کر دیں۔ ہاں جب وہ امانتیں ان کے صلبوں سے باہر آگئیں، تو پھر اللہ نے جس کو مناسب سمجھا ان پر مسلط فرما دیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اسی لئے خدا اہلبیت کو اس وقت ظاہر فرمائے گا جب تمام ایسی امانتیں کافروں اور منافقوں کے صلب سے باہر آچکی ہوں گی۔ پھر وہ جس کو چاہے گا ان کافروں اور منافقوں پر مسلط فرمائے گا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۰ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر علی بن ابراہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

رکھا۔ (کیونکہ) وہی اس کے زیادہ حق دار بھی
تھے اور اس کے اہل بھی[1]۔ اور اللہ تو ہر چیز
کا خوب اچھی طرح جاننے والا ہے (۲۶)
اللہ نے اپنے رسولؐ کو حقیقتاً بالکل ہی
سچّا خواب دکھایا کہ تم لوگ، اگر اللہ نے چاہا،
تو ضرور مسجدِ حرام میں پورے امن و امان
کے ساتھ داخل ہوگے، سر منڈائے ہوئے
اور اپنے بال ناخن ترشوائے ہوئے اور تمھیں
کسی قسم کا کوئی خوف بھی نہ ہوگا۔ خدا اس
بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے۔ (اس
لئے) خواب کے پورا ہونے سے پہلے ہی اس نے
تمھیں یہ دوسری قریبی فتح عطا کر دی (۲۷)
غرض وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ

ع ۳ ۹

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى
وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا (۲۶)
لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ
تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا (۲۷)

---

[1] کفار قریش کے لئے یہ بات ان کی حمیت عزت کے خلاف تھی کہ وہ شخص یعنی رسولؐ جسے وہ مکہ سے نکال چکے تھے اور ان سے جنگیں بھی لڑ چکے تھے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے مکہ میں داخل ہوں اور عمرہ بجا لائیں۔ اس لئے باوجود کم طاقتی کے مقابلے کے لئے تیار ہوگئے۔ اللہ نے رسولؐ پر اور ان کے خاص ساتھیوں پر سکون و اطمینان اتارا اس لئے ان لوگوں نے کفار کے مقابلے پر ضبط و تحمل سے کام لیا۔ مگر اسی قسم کی جاہلانہ حمیت خود مسلمانوں کے ایک گروہ میں بھی تھی۔ یعنی وہ لوگ اس بات کو اپنی حمیت کے خلاف سمجھ رہے تھے کہ مکہ جائیں اور بغیر مکہ میں داخل ہوئے واپس چلے جائیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

کو ہدایت، صحیح رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اُس کو ہر دین پر غالب کردے[1] اور (اس حقیقت پر) اللہ کی گواہی بہت کافی ہے (۲۸) محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو اُن کے حقیقی ساتھی ہیں، وہ کافروں کے مُقابلے پر سخت، اور آپس میں ایک دُوسرے پر مسلسل بے حد رحم کرنے والے ہیں[2]۔ تم اُنھیں رکوع اور سجدوں میں مصروف دیکھوگے۔ (کیونکہ) وہ اللہ کے فضل و کرم اور اُس کی خوشی کے طلب گار ہیں۔ (یا) تم جب بھی دیکھوگے انھیں رکوع سجود اور اللہ کے فضل و کرم اور اُس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤگے۔ اُن کی شان اُن کے چہروں پر سجدوں کے نشان

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

---

[1] اس سے مراد وہ امام ہے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرما کر اپنی طرف سے حاکم مقرر فرمائے گا۔ جس کے لئے رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ "اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا، تو خدا اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا کہ وہ شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح یہ زمین ظلم وجور سے بھری ہوگی" (بخاری شریف)

غرض یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے کہ جس کی تاویل اس کی تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۱۷۴ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[2] عرفاء کی اصطلاح میں کہا جائے گا کہ مومنین کا کافروں پر شدید ہونا خدا کی صفات جلال کا اظہار ہے اور آپس میں مہربان ہونا خدا کی صفات جمال کا اظہار ہے۔ رسولؐ کے ساتھیوں سے مراد جسمانی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

سے نمایاں ہے (یا) سجدوں کے نشانات اُن
کے چہروں پر نمایاں ہیں، جن سے وہ الگ
پہچانے جاتے ہیں۔ اُن کی یہی صفت توراۃ
میں بھی ہے اور انجیل میں بھی۔ اُن کی صفت
اُس کھیتی کی طرح بیان کی گئی ہے جس کے
اِدھر اُدھر کونپلیں نکلیں۔ اِس کے بعد وہ
کھیتی خوب پھلی پھولی اور مضبوط ہوئی پھر
گدرائی اور پھبکی۔ پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی
ہو گئی۔ اب وہ کسانوں کو خوش کر رہی ہے
تاکہ اُس کے منکر کافر اُس کے پھلنے پھولنے پر
جلیں اور غصہ کریں۔ اور اُن لوگوں میں سے
جو لوگ (خدا و رسولؐ پر) دِل سے ایمان لائے
ہیں، اور جنھوں نے نیک کام بھی کئے ہیں، تو

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ
الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

معیت تو بہر حال نہیں ہو سکتی کہ یہ ساتھ تو منافقین کو بھی حاصل تھا کہ پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھتے تھے۔ لہذا رسولؐ کے حقیقی ساتھی وہ ہوں گے جن میں یہ صفات پائے جائیں گے جو آیت میں بیان ہو رہے ہیں۔ یعنی جن اصحاب میں یہ صفات پائے جائیں وہی رسول کے حقیقی ساتھی کہلائیں گے۔ وہ نہیں جو تاریخ کے آیئنے میں رسولؐ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دکھائی دیں اور ان صفات کے برعکس کفار پر نرم اور اہل ایمان پر سخت ہوں (فصل الخطاب)

توراۃ میں ہے "فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی

(استثناء ۳۳:۲)

فاران مکہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے اور فتح مکہ کے وقت ۱۰ ہزار صحابی رسول کے ساتھ تھے۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَاَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۲۹﴾

اللہ نے اُن سے معافی اور بڑے اَجر و
ثواب کا وعدہ کیا ہے ﴿۲۹﴾ ع

اٰیاتُہَا ۱۸ (۴۹) سُوۡرَۃُ الۡحُجُرٰتِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۶) رُکُوۡعَاتُہَا ۲

آیات ۱۸ سورۂ حجرات مدنی رکوعات ۲

(حجروں کے ذکر والا سورہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب
کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ۝

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ
وَرَسُوۡلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱﴾

اَے ایمان لانے والو! اللہ اور اُس کے رسولؐ
سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو (یعنی اپنی رائے
خیالات، خواہشات اور فیصلوں کو خدا و رسولؐ
پر مقدم نہ رکھو[1]) اور اللہ کی ناراضگی سے ڈرو
(کیونکہ) اللہ ہر بات کا سُننے والا اور خوب
اچھی طرح سے جاننے والا ہے ﴿۱﴾ اَے لوگو

[1] آیت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جو خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف کیا جائے وہ اصل میں رسولؐ سے آگے بڑھنے کی کوشش یا ایک طرح کی پیش دستی ہے (تفسیر تبیان)۔
محققین نے نتیجہ نکالا کہ آیت میں بارگاہ نبوی میں بے ادبیوں کو روکا گیا ہے اور آپؐ کی تعظیم و تکریم کی تعلیم دی گئی ہے۔ (تھانوی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (۲)
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى

جو اِیمان لائے ہو! اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اُن سے زور زور سے کھُل کر باتیں کرو جَیسے آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ زور زور سے کھُل کر باتیں کرتے ہو۔ کہیں اَیسا نہ ہو کہ تمھارا سَب کیا کرایا برباد ہو جائے اور تمھیں اُس کی خبر بھی نہ ہو[1] (۲) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رسولؐ کے سامنے (ادب سے) اپنی آوازیں دِھیمی رکھتے ہیں، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں کو اللہ نے 'تقویٰ' (یعنی) 'خدا کی عظمت سے متأثر ہو کر بُرائیوں سے بچنے اور فرائضِ الٰہیہ کے اَدا کرنے' کے لئے جَانچ لیا ہے۔ اُن کے لئے گناہوں سے معافی بھی ہے اور بہت

[1] قبیلہ بنی تمیم کے کچھ مہمان رسول خداؐ کے پاس آتے تھے تو حجروں کے باہر کھڑے ہو کر آواز دیتے "اے محمدؐ ہم سے ملنے باہر آیئے" اور جب رسول خداؐ آتے تو ان کے آگے آگے چلتے اور جب رسول خداؐ سے بات کرتے تو اپنی آوازیں رسول خدا سے اونچی رکھتے اور بار بار کہتے "یا محمد۔ یا محمدؐ آپؐ اس معاملے میں کیا کہتے ہیں؟" یعنی بالکل اس طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۱ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر علی بن ابراہیم)

اگر آج رسول خداؐ کی شان میں بے ادبی کی جائے اور رسولؐ خدا کے ارشادات کے مقابلے میں اپنی رائے کو زور و شور سے پیش کیا جائے تو وہ لوگ اسی آیت کے مصداق قرار پائیں گے

***

www.drhasanrizvi.org

بڑا اَجر و ثواب بھی[1] ③

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ تمھیں تمھارے
کمروں کے پیچھے سے (چیخ چیخ کر) پُکارتے ہیں،
اُن میں کے اکثر بے عقل ہیں[2] ④ اگر وہ اِتنا
صبر و ضبط سے کام لیتے کہ آپؐ (از خود) اُن
کے پاس تشریف لے آئیں، تو یہ خود اُنھیں
کے لئے بہتر ہوتا۔ (اِس لئے کہ اَیسا کرنے
والوں کو) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بیحد
مُسلسل رحم کرنے والا ہے ⑤

اَے اِیمان لانے والو! اگر کوئی 'فاسق'
(یعنی) بدکار آدمی تمھارے پاس کوئی خبر
لائے، تو اُس کی تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں اَیسا
نہ ہو کہ تم کِسی جماعت کو بغیر حقیقت جانے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ

---

[1] جو لوگ رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرین کی تعظیم کو شرک سمجھتے ہیں، ان کی آنکھیں اس آیت پر کھل جانی چاہئیں اس آیت میں رسولؐ کے احترام کو تقویٰ قرار دیا گیا ہے اور رسولؐ کی تعظیم کا بڑی سختی کے ساتھ حکم دیا گیا ہے اور رسول کو خصوصی احترام اور مقام دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ (فصل الخطاب)

***

[2] حجرات سے مراد رسول خداؐ کی ازواج کے کمرے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲)

ایسی آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ رسول خداؐ کو کیسی بے ادب قوم سے پالا پڑا تھا۔ لیکن آپ ان کی ایسی ایسی حرکتوں کو بھی برداشت فرماتے تھے ۔ اور یہی آپؐ کے خلق عظیم ہونے کا بین ثبوت ہے۔

***

فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦

نُقصان پہنچا دو۔ اور پھر تمھیں اَپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے[1] ⑥

اور تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمھارے درمیان اللہ کا رسولؐ موجود ہے۔ اگر وہ تمھاری بہت سی باتوں یا مشوروں کو مان لے، تو تم خود مُشکلوں میں پھنس جاؤگے۔ مگر اللہ نے تم کو اِیمان کی محبّت عطا کی ہے اور اُس کو تمھارے دلوں کے لئے پسندیدہ بنا دیا ہے (یا) اِیمان کو تمھارے دِلوں میں زینت اور سجاوٹ بنا دیا ہے۔ اور کُفر، اِنکارِ حق، بُرائیوں گُناہوں اور نافرمانیوں سے تمھیں مُتنفّر کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستہ پر قائم ہیں، ⑦ اللہ کے فضل و کرم اور احسان و نِعمت کی

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم اس وقت تک صبر کرو جب تک تم پر اصلی بات کھل کر سامنے نہ آجائے (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

آیت میں پہلا سبق یہ دیا گیا ہے کہ فاسق بدکار آدمی کی خبر آنکھ بند کر کے نہ مان لو۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی عادل نے خبر دی ہے تو اس کو ماننے سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ ورنہ فاسق کی شرط میں مہمل قرار پائے گی۔ کیونکہ تحقیق کا حکم ہی اس لئے دیا جا رہا ہے کہ کہیں تم غلط فیصلہ نہ کر بیٹھو۔ اور پھر ندامت ہو لیکن عادل کی خبر کو خدا نے حجت قرار دیا ہے۔ اگر عادل کی خبر بھی خلاف واقعہ ہو گی تو اس کو ماننا گناہ نہ ہو گا اور نہ اس کے اوپر عمل کرنے میں شرمندگی ہو گی۔ اس لئے کہ عمل کی بنیاد ایک معتبر انسان پر ہے جو مخبر عادل ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعۡمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۸﴾
وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا
بَيۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا
الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ
فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۹﴾

وجہ سے۔ (کیونکہ) اللہ خُوب اَچھّی طرح سے (ہر چیز کا) جاننے والا بھی ہے اور بالکل ٹھیک ٹھیک گہری مصلحتوں کے مُطابق دانائی کے ساتھ کام کرنے والا بھی ہے ﴿۸﴾

اگر مُسلمانوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑنے لگیں تو اُن کے درمیان صُلح کرادو۔ پھر اگر اُن میں کا ایک گروہ دُوسرے گروہ پر ظلم و زیادتی کرے، تو ظلم و زیادتی کرنے والے سے لڑو[1] یہاں تک کہ وہ اللہ کے حُکم کی طرف پَلٹ آئے۔ پھر اگر وہ پَلٹ آئے تو اُن کے درمیان عدل و اِنصاف کے ساتھ صُلح کرادو۔ اور اِنصاف کیا کرو (کیونکہ) حقیقتاً خدا اِنصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۹﴾ مُسلمان

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خداؐ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا بھی ہے جو میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا جیسا میں نے تنزیل قرآن پر کیا ہے؟" پوچھا گیا وہ کون ہوگا؟ تو رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "یہ میرے جوتے مرمت کرنے والا" غرض جب علیؑ نے امیر شام سے جہاد کیا تو صحابی رسولؐ حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا کہ "میں اس کے علم کے نیچے تین جہاد کر چکا ہوں۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے نخلستان حجر تک بھی پہنچا دیں تب بھی ہمارے اس یقین میں کوئی فرق نہ آئے گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲ بحوالہ کافی و تفسیر قمی)

غرض یہ آیت ان باغی مسلمانوں کے بارے میں ہے جو حکومت اسلامی کے خلاف بغاوت کریں۔ علماء شیعہ و سنی سب نے اس سلسلے میں شرعی قوانین حضرت علیؑ کی جمل اور صفین کی جنگوں سے اخذ کئے ہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ
وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ ع
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی
اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی
اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡہُنَّ ۚ وَ لَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ لَا
تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ

آپس میں بھائی ہیں۔ لہٰذا اپنے بھائیوں
کے درمیان تعلقات ٹھیک رکھو اور (اِس
سِلسلے میں) اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر
رحم کیا جائے[1] ﴿۱۰﴾ ع

اَے اِیمان لانے والو! مَردوں کو مَردوں
پر نہیں ہنسنا چاہیئے (کیونکہ) ہو سکتا ہے کہ
وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو دوسری
عورتوں پر ہنسنا چاہیئے (کیونکہ) ہو سکتا ہے کہ
وہ اُن سے بہتر ہوں[2]۔ اور نہ آپس میں ایک
دُوسرے پر طعنے دے دے کر چوٹیں کسو، اور
نہ ایک دُوسرے کو بُرے القاب و خطابات
سے پُکارو۔ اِیمان لانے کے بعد بُرے کاموں میں
نام پَیدا کرنا، بُرے بُرے نام رکھنا کِتنی بڑی بات

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "مومن آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ جب ان میں سے کسی پر بلا آتی ہے تو دوسروں کی بھی نیند اڑ جاتی ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ مسلم قومیت کی بنیاد نسلی وطنی یا لسانی نہیں۔ صرف اعتقادی ہے۔ اشتراکیت اور اخوت کا سنگ بنیاد صرف وحدت کلمہ ہے۔ نیز یہ کہ اخوۃ حقیقی سگے بھائی کے لئے آتا ہے۔ رشتے ناتے کے بھائیوں کے لئے عربی میں اخوان آتا ہے۔ قرآن نے اخوۃ لا کر بتا دیا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعلق بالکل سگے بھائیوں جیسا ہے۔ (تفسیر کبیر)

***

[2] یعنی کسی کو کیا خبر کہ اللہ کے نزدیک بہتر اور قابل عزت کون ہے؟ ہنسنے والا یا وہ جسے ہنسایا جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر قرآن نے ایسے مزاح کی جڑ کاٹ دی جس میں کسی کو ذلیل کرنا مقصود ہو۔ ایسی ہنسی جس میں دل خوش کرنا مقصود ہو جائز بلکہ مستحب ہے۔ (ماجدی)

www.drhasanrizvi.org

ہے![ا] (یا) کِتنا بُرا نام ہے آدمی کا کہ وہ اِیمان
لانے کے بعد فاسق بدکار کہلائے۔ اَب جو (اَیسے
کاموں سے) توبہ نہ کرے (یعنی) اَیسے کاموں کو
کرنا نہ چھوڑے، تو وہی ظالم حد سے بڑھ جانے
والے لوگ ہیں ⑪

اَے اِیمان لانے والو! (لوگوں کے بارے
میں) بہت بدگمانی کرنے سے بچو (یعنی اُن کے
بارے میں بُری رائے یا خیالات نہ رکھو) حقیقتاً
کچھ گمان تو گُناہ ہوتے ہیں۔ اور (لوگوں کی
بُرائیوں کا) کھوج نہ لگاؤ۔ (یعنی) اُن کے عَیب
نہ تلاش کرو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دُوسرے
کی 'غیبت' (یعنی) 'پیٹھ پیچھے بُرائی' نہ کرے۔ کیا
تم میں کوئی اَیسا ہے جو اَپنے مَرے ہوئے بھائی

الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ
بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ
اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

[ا] اِنسان کے اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے اس کو لقب کہتے ہیں۔ نام اور لقب میں فرق یہ ہے کہ لقب میں معنی کی رعایت ہوتی ہے جب کہ نام میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔ پھر لقب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو اور دوسرا لقب وہ ہوتا ہے جو چڑانے کے لئے رکھ دیا جائے۔ اس میں ایسے ہی القاب رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے (لغات القرآن نعمانی جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۱۷)

***

کا گوشت کھانا پسند کرے ؟ تم خود اِس سے
گِھن کھاتے اور بُرا سمجھتے ہو۔ غرض اللہ (کی
ناراضگی) سے ڈرو۔ حقیقتاً اللہ بڑا توبہ قبول
کرنے والا اور بے حَد مُسلسل رحم کرنے والا ہے[ل] (١٢)
اَے اِنسانو! ہم نے تو تمھیں ایک مَرد اور
ایک عورت سے پَیدا کیا ہے۔ پھر تمھاری مختلف
قومیں اور خاندان صرف اِس لئے بنائے تاکہ
تم ایک دُوسرے کو پہچان سکو۔ جبکہ حقیقت یہ
ہے کہ تم میں اللہ کے یہاں سَب سے زیادہ
عِزّت والا تو وہ ہے جو تم میں زیادہ بُرائیوں
یا خدا کی ناراضگی سے بچنے والا ہے۔ حقیقتاً اللہ
ہر چیز کا خُوب جاننے والا اور خبَر رکھنے
والا ہے (١٣)

تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (١٢)
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى
وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ
اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
خَبِيْرٌ (١٣)

[ل] باہمی نفرت پھیلانے والے کاموں کو تین درجوں میں روکا گیا ہے (۱) سب سے پہلے بدگمانی سے روکا گیا۔ یہ پہلی دیوار ہے جو باہمی منافرت کو روکنے کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ (۲) پھر اگر بدگمانی پیدا ہو ہی جائے تو جستجو کرنے سے روکا گیا کہ ہم اس کا کھوج ہی نہ لگائیں یہ دوسری دیوار کھڑی کی گئی۔ (۳) اب اگر بغیر تجسس ہی کے اتفاقاً کسی کے عیب کا پتہ چل ہی گیا تو حکم دیا گیا کہ خبردار اس کو کسی سے بیان نہ کرو۔ یہ غیبت ہے۔ پھر اس سے ایسی نفرت دلائی گئی کہ جس سے زیادہ ممکن ہی نہ ہو کہ غیبت کر کے گویا تم اپنے سگے بھائی کی لاش کا گوشت کھا رہے ہو پھر آخر بخشش اور مغفرت کا اعلان اس شخص کے لئے کیا گیا جس کی غیبت کی جا رہی ہے کہ تم جس کی برائی کر رہے ہو، خدا اس کو پاک صاف کر کے درجات بڑھا رہا ہے۔ گویا تمہارا یہ فعل اس کو نقصان نہیں، فائدہ پہنچا رہا ہے یہ تصور خود غیبت سے روکنے کے لئے کافی ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ

دیہاتی صحرائی عربوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اُن سے کہئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم اِسلام لائے ہیں۔ (اِس لئے کہ) اِیمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا ہے۔ اگر تم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت اختیار کروگے، تو خدا تمہارے اعمال (کے اَجر) میں کوئی کمی نہ کرے گا (یعنی خُوب بڑھ چڑھ کر اَجر و ثواب عطا کرے گا) حقیقتاً اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے[1] (۱۴) (پُورے اِیمان لانے والے تو بس وہ ہیں جنھوں نے اللہ[1] اور اُس کے رسولؐ کو دِل سے مانا اور[2] پھر (اِس میں) اُنھوں نے کبھی شک بھی نہ

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) ایمان کا درجہ اسلام سے بلند ہے (۲) اسلام آسان ہے اور ایمان مشکل ہے (۳) اسلام کا تعلق ظاہری زبانی اقرار سے ہے جب کہ ایمان کا تعلق قلبی اعتراف سے ہے۔ (۴) جب ظاہر و باطن دونوں ہم آہنگ ہو جاتے ہیں تو وہ انسان مسلمان بھی ہے اور مومن بھی (۵) یہ ہم آہنگی خدا اور رسول کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (۶) اس ہم آہنگی یعنی خدا اور رسولؐ کی قلبی اور عملی اطاعت پر ایمان کی جزاء اور مغفرت کا دارومدار ہے (فصل الخطاب)

محققین نے یہ نتیجہ بھی نکالا کہ (۷) اسلام عام ہے اور ایمان اسلام سے خاص تر ہے (ابن کثیر)

(۸) امام بخاری نے نتیجہ نکالا کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے وہ منافق نہ تھے۔ وہ مسلمان تھے مگر ان کا ایمان کمزور تھا۔

(بخاری شریف بقول ابن عباسؓ و ابراہیم نخعی و قتادہ، و ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑮
قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ⑯
يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ
اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ
لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑰

کیا۔ اور (۳) اَپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں "جہاد" (یعنی) بھرپُور جدوجہد کی۔ بس یہی سچّے لوگ ہیں [۱] ⑮

کہتے کیا تم اللہ کو اَپنے دِین کی خبر دے رہے ہو؟ جبکہ اللہ تو زمین اور آسمانوں کی ہر ہر چیز کو خُوب اَچھّی طرح سے جاننے والا ہے ⑯ وہ آپؐ پر اِحسان جَتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہئے کہ اَپنے اِسلام کا اِحسان مُجھ پر نہ جَتاؤ۔ بلکہ اللہ تم پر اِحسان جَتاتا ہے کہ اُس نے تمھیں اِیمان کا راستہ بتایا۔[۲] اگر تم واقعی (اَپنے اِیمان کے وعدے میں) سچّے ہو (تو تم یہ سمجھ لو کہ یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا احسان ہے) ⑰ حقیقت

[۱] شک ضمیر کی خامی اور عقل کا نقص ہے۔ اگر عقل و بصیرت کے ساتھ حقائق کو سمجھا جاتا ہے تو حق کی ایسی معرفت حاصل ہوتی ہے کہ قلب و ضمیر مطمئن ہو جاتا ہے۔ پھر جب پوری بصیرت کے ساتھ ایمان کو قبول کر لیا جاتا ہے تو پھر شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

***

[۲] کچھ لوگ بڑھ بڑھ کر، سینوں پر ہاتھ مار مار کر اپنے ایمان کا فخریہ دعویٰ کرتے تھے اور بات اس طرح کرتے تھے کہ گویا ایمان لا کر انہوں نے خدا و رسولؐ پر بڑا احسان کیا ہے جب کہ اول تو ان کے دل میں ایمان تھا ہی نہیں اور اگر کچھ تھا بھی تو سخت ناقص تھا۔ اگر واقعی انہوں نے خدا اور رسولؐ کی اہمیت اور مقام کو سمجھا اور مانا ہوتا تو خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے کو وہ خدا کا سب سے بڑا احسان اور نعمت سمجھتے اور خدا اور رسولؐ کے احسانات کا اعتراف کرتے۔ (فصل الخطاب)

...

www.drhasanrizvi.org

یہ ہے کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر چھپی
ہوئی چیز کو جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے
ہو، اللہ اُسے دیکھتا ہے (۱۸) ع

۲ ع ۸ ۱۴

آیات ۴۵ سورۂ قاف مکی رکوعات ۳

(وہ سورہ جس کی ابتدا حرفِ قاف سے ہوتی ہے)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنیوالا ہے ○

قاف[1]۔ قسم ہے بڑے مرتبے والے قرآن کی۔
(کہ ہم نے آپؐ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے) (۱) بلکہ
(کمال ہے کہ) اُنھیں اِس بات پر تعجّب ہوا
کہ برائی کے بُرے نتائج سے ڈرانے والا اُنھیں
میں سے (کیسے) آگیا! اِس پر کافروں نے کہا

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ
بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۸) ع ۲ ۱۴

اٰیاتُہا (۵۰) سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قٓ ۫ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (۱)
بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ (۲)
ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ (۳)

[1] "قاف" اس فقرے کا مخفف سمجھا گیا ہے قولنا قضی (یعنی ہمارا قول فیصلہ کن ہوتا ہے) یہ بھی کہا گیا ہے کہ قاف قف کے معنی میں ہے، یعنی (ذرا رکو اور سوچو) تفسیر روح المعانی)

قرآن میں جو قسمیں کھائی گئی ہیں ان کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے مضامین کی بلندی اور معنویت کے لحاظ سے خود اپنی صداقت پر گواہ ہے (ماجدی)

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ خدا نے قرآن میں قسمیں کیوں کھائی ہیں؟ اصل میں قسم کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی واقعہ کی تصدیق کے لئے کسی چیز کی گواہی پیش کی جائے۔ انسان کے علاوہ جانوروں اور بے جان چیزوں کو بھی گواہی میں پیش کیا جانے لگا۔ جیسے ہم اردو میں کہتے ہیں کہ درودیوار گواہ ہیں، میدان جنگ گواہ ہے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں بزبان حال بتارہی ہیں کہ ہم سچ بول رہے ہیں (القرآن المبین)

***

www.drhasanrizvi.org

کہ یہ تو ایک عجیب بات ہے ② کیا جب ہم
مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر
دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے)؟ یہ واپس
آنا تو عقل سے بہت دُور ہے[1] ③ (حالانکہ) ہمیں
تو وہ سب کچھ معلوم ہے جو زمین اُن کے جسم
میں سے (کھا کر) کمی کرتی ہے (کیونکہ) ہمارے
پاس ایک رجسٹر ہے جو (ہر چیز کو) محفوظ رکھنے
والا ہے[2] ④ اصل بات یہ ہے کہ اُن لوگوں نے
حق کو اُسی وقت جُھٹلا دیا جب وہ اُن کے
پاس آیا۔ (اِسی وجہ سے) اَب وہ اُلجھن میں
پڑے ہوئے ہیں ⑤
کیا اُنھوں نے اَپنے اُوپر آسمان کی طرف
نہیں دیکھا؟ ہم نے اُسے کِس طرح بنایا اور

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ④
بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑤
اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

---

[1] آیت بتارہی ہے کہ خدا اور رسولؐ کے پیغام کو ماننے میں ان کے لئے سب سے بڑی دو رکاوٹیں تھیں (۱) ایک تو یہ کہ بشر کیونکر خدا کا رسول ہو سکتا ہے؟ خدا کا رسول تو فرشتہ کو ہونا چاہیئے تھا اور (۲) دوسری دشواری یہ تھی کہ آخر ہم کس طرح دوبارہ جسمانی طور پر مرنے کے بعد زندہ ہوں گے؟ (مجمع البیان)

***

[2] خدا جواب دے رہا ہے کہ تمہیں جسمانی اعتبار سے مرنے کے بعد پلٹانا کوئی مشکل کام نہیں۔ کیونکہ ہمارا علم جسم کے تمام منتشر اجزاء پر محیط ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جسم کے منتشر اجزاء کہاں کہاں ہیں اور کس کس شکل میں ہیں۔ اس لئے ہم ان کو دوبارہ جمع کر کے تمہیں زندہ کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں (تفسیر تبیان)

***

www.drhasanrizvi.org

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧
تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ
وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠

سجایا! پھر اُس میں کوئی شگاف یا سوراخ تک نہیں ہے[1] ⑥ اور ہم نے زمین کو پھیلایا بچھایا۔ پھر اُس میں پہاڑوں کو جما دِیا، اور اُس کے اندر طرح طرح کی خُوب صُورت اور خوش منظر چیزیں اُگا دیں ⑦ یہ سَب آنکھ کھولنے کا ذریعہ، سبق لینے والی چیزیں اور یاددہانی کا ذریعہ ہیں، ہر اُس بَندے کے لئے جو (اللہ کی طرف) توجّہ کرنے والا (یا حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہو ⑧ پھر ہم نے آسمان سے بَرکت والا پانی اُتارا اور اُس سے باغ اُگائے، فصل کے غلّے ⑨ اور اُونچے اُونچے کھجُور کے درخت پَیدا کئے، جن میں تہ بہ تہ پھلوں سے لَدے ہوئے خوشے پَیدا ہوتے

[1] کمال علم کے بعد اب یہ کمال قدرت کا بیان ہو رہا ہے۔ آسمان اور اس کی صناعی اس کی عظمت اُس کی پہنائی، اس کے استحکام اور قوت پر غور کرو تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ جو خدا ایسا آسمان بنا سکتا ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ مگر ان چیزوں سے سبق وہی لے سکتے ہیں جو سبق سیکھنے کا ارادہ بھی رکھتے ہوں۔ (ماجدی)

***

(صفحہ ۱۹۰۷ کا بقیہ)

کیا اب ہماری قوت تخلیق جواب دے چکی ہے کہ ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے سوا اور آدمی پیدا ہی نہیں کئے۔ خدا کی قسم اللہ نے ہزاروں آدم پیدا کئے ہیں"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۴ بحوالہ التوحید، الخصال و تفسیر عیاشی)۔

***

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ
الْخُرُوْجُ ⑪
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۙ ⑫
وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۙ ⑬
وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ وَعِيْدِ ⑭
اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ

ہیں ⑩ (یہ سب اِنتظام ہے) بندوں کی
روزی کا۔ اور اِس پانی سے ہم نے مُردہ
زمین کو زندہ کر دیا۔ (مُردوں کے دفن ہونے
کے بعد اُن کا زمین سے) نِکلنا اِسی طرح ہوگا[1] ⑪
اُن سے پہلے نوحؑ کی قوم نے بھی جھُٹلایا، اور
'رس' والوں نے بھی (جھُٹلایا) اور 'ثمود' ⑫
'عاد' اور 'فرعون' اور 'لوطؑ' کی قوم والوں ⑬
اور 'ایکے' اور 'تبع' کی قوم، غرض اُن میں
سے ہر ایک نے رسولوںؑ کو جھُٹلایا، تو وہ
میری سزا کے وعدے کے مُستحق ہو گئے ⑭
تو کیا ہم پہلی مرتبہ کی تخلیق سے تھک
چُکے ہیں؟ پھر وہ لوگ ایک (دُوسری) نئی
تخلیق کے بارے میں (کیوں) شک میں پڑے[2]

---

[1] آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح تمہاری موت کے بعد ہم تمہیں زمین سے زندہ کر کے اٹھائیں گے جیسے بارش سے نباتات کو زمین سے نکال لیتے ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲)

یعنی جب ہم بارش کے ذریعہ زمین کے ذرات کو ملا کر نباتات نکلنے پر قادر ہیں تو پھر انہی مٹی کے ذرات کو جمع کر کے تمہیں قبروں سے نکلنے میں ہمیں کیا دشواری پیش آسکتی ہے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ قرآن مجید جسمانی طور پر دوبارہ زندہ ہونے کی خبر دے رہا ہے اس لئے قرآن ان فلسفیوں کی بات کو نہیں مانتا جو صرف روحانی لذت اور تکلیف کو ثواب اور عذاب قرار دے رہے ہیں، کیونکہ اگر قرآن جسمانی طور پر دوبارہ زندہ ہونے کو نہ بتاتا تو بارش کی مثال سے اس کو ثابت نہ کرتا (ماجدی) ***

[2] یعنی عدم سے چیزوں کا وجود میں لانے کی ہماری قدرت کے تم خود قائل ہو۔ تو

(بقیہ صفحہ ۱۹۰۶ پر)

www.drhasanrizvi.org

ع ١ / ١٥ / ١٥

خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٥﴾
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ
نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾
اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾
وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ
مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾

ہوتے ہیں ﴿١٥﴾ ع ہم نے ہی تو آدمی کو (پہلے پہل
پَیدا کیا ہے اور ہم اُن کے دل میں پَیدا ہونے
والے خیالات اور وسوسوں تک کو خوب جانتے
ہیں۔ ہم تو اُس کی رَگِ گردن سے بھی زیادہ
اُس کے قریب ہیں[١] ﴿١٦﴾ (پھر اس کے علاوہ بھی)
ہمارے دو دو کاتب اُس کے دائیں بائیں بیٹھے
ہوتے ہیں[٢] ﴿١٧﴾ کوئی لفظ اُس کی زبان سے نہیں
نِکلتا، مگر یہ کہ اُس کے پاس تاک لگائے (اُسے
نوٹ کرنے کے لئے دو فرشتے) تیّار موجود ہوتے
ہیں[٣] ﴿١٨﴾ لو وہ آگیا جان نکلنے کا وقت، سکرات
کا عالم، مَوت کی بے ہوشی۔ یہی وہ سچّی حقیقت
ہے جس سے تُو بِدکتا اور بچتا رہتا تھا ﴿١٩﴾
لو پھر صُور پھُونکا گیا (تو سب مُردے زندہ

---

١ خدا کا رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہونے کے معنی جسمانی قربت نہیں بلکہ یہ علم واطلاع کے احاطہ کی ایک تعبیر ہے یعنی ہم تمہارے تمام معاملات اور حالات کو پوری پوری طرح جانتے ہیں (مجمع البیان)

***

٢ دلہنے اور بائیں بیٹھنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ہمارے تمام اعمال لکھتے ہیں (تبیان)

انسانی محاورے میں انتہائی قرب کا کامل ترین تصور یہی ہے کہ اسے رگ گردن کے برابر قریب سمجھا جائے۔ خدا بتا رہا ہے کہ ہم تم سے اس سے بھی زیادہ قریب ہیں گویا ہر خیال سے قریب تر لہذا ہمارا کوئی راز خدا سے چھپا نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ ہمارے خیالات تک کو جانتا ہے مگر اپنی رحمت کاملہ کی وجہ سے ہمیں اپنی گرفت میں نہیں لیتا۔ (ماجدی) ***

٣ ہر وقت دو فرشتوں کا ہمارے اعمال کو لکھتے رہنا اور اس کا احساس انسان کے اندر بلا کا احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے (ماجدی)۔ ***

www.drhasanrizvi.org

ہو کر کھڑے ہو گئے) یہی وہ دِن ہے جس سے
تمھیں ڈرایا جاتا رہا ہے (۲۰) اب ہر شخص اِس
طرح آرہا ہے کہ اُس کے ساتھ ساتھ پیچھے
پیچھے ایک ہنکانے والا ہے اور ایک گواہ ہے[1] (۲۱)
تُو اِسی چیز کی طرف سے غفلت میں تھا۔ تو
اَب ہم نے تیری آنکھ سے پَردہ ہٹا دیا۔ اَب
آج تیری نِگاہ خُوب تیز ہے[2] (۲۲) اور اُس کے
ساتھ والا (فرشتہ) کہہ رہا ہوگا: "یہ جو میری
سپُردگی میں تھا، اَب حاضر ہے" (۲۳) (حُکم ہوگا)
تم دونوں ہر حق سے دُشمنی رکھنے والے بڑے
کٹّر مُنکرِ حق (کافر) کو جہنّم میں پھینک دو[3] (۲۴)
جو خیرات[(1)] اور بھلائی سے ہاتھ روکنے والا
ہو، حدوں[(2)] سے تجاوز کرنے والا ہو، اور

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿۲۰﴾
وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿۲۱﴾
لَّقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ
غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿۲۲﴾
وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿۲۳﴾
أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۲۴﴾
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿۲۵﴾

---

[1] ساتھ والے سے مراد فرشتے ہیں (شاہ ولی اللہ - رفیع الدین) لیکن ہماری تفسیروں میں ساتھی سے مراد شیطان ہے (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

[2] عرفا نے لکھا کہ کشف بلا مجاہدہ تو کافروں تک کو حاصل ہو جائے گا- اس لئے کشف مطلوب نہیں ہونا چاہیئے - (تھانوی)

***

[3] امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "اے علیؑ جب اللہ قیامت کے دن تمام آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرے گا تو میں اور تم عرش کے دائیں طرف ہوں گے پھر اللہ مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ " تم دونوں اٹھو اور جس جس نے تم دونوں سے دشمنی کی ہے اور تمہیں جھٹلایا ہے، ان کو تم جہنم میں ڈال دو- امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا- "یا علیؑ! انت قسیم الجنۃ والنار" اے علی! تم جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہو گے (تفسیر علی ابن ابراہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

اِلَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰـہُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ﴿۲٦﴾
قَالَ قَرِیْنُہٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُہٗ وَلٰـکِنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ ﴿۲۷﴾
قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ ﴿۲۸﴾
مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۲۹﴾ ع

(دُوسروں[3] کو بھی) شک وشبہ میں ڈالنے والا ہو ﴿۲۵﴾ جس[4] نے اللہ کے ساتھ دُوسرے خدا بنا رکھے ہوں۔ تو ایسے (کم بخت) کو تم دونوں سخت سزا میں ڈال دو ﴿۲٦﴾ تب اُس کے ساتھ والے (شیطان) نے کہا: "اَے ہمارے پالنے والے مالک! میں نے اِس کو نہیں بھٹکایا تھا۔ بلکہ یہ تو خود ہی بڑی سخت گمراہی میں بہت ہی دُور نِکل گیا تھا[1]" ﴿۲۷﴾ حُکمِ خدا ہوگا: "میرے سامنے جھگڑا نہ کرو۔ میں نے تو پہلے ہی تم سب کی (بُرے کاموں پر) سزا ملنے کی اِطلاع دے دی تھی ﴿۲۸﴾ میرے یہاں بات بدلا نہیں کرتی۔ اور میں اپنے بندوں پر ظُلم توڑنے والا بھی نہیں ہوں[2]" ع ﴿۲۹﴾

ع ۲ / ۱۴ / ۱٦

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ایک فرشتہ اور ایک شیطان پیدا ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ کر دیئے جاتے ہیں۔ فرشتہ اس کو نیکیوں کی راہ دکھاتا ہے اور شیطان برائیوں کی"۔ (الکافی)۔

ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد شیطان ہوتا ہے۔ جب کافر اور گناہگار انسان کا شیطان دیکھے گا کہ اس پر الزام آرہا ہے تو وہ اس الزام کو اسی انسان پر الٹ دے گا اور یہ بات کہے گا (ماجدی)

***

[2] یہ آیت خدا کے عدل پر گواہ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے سے بتائے سمجھائے بغیر ہم تم پر عذاب نازل کر دیتے، تو ہم ظالم قرار پاتے۔ لیکن ہم تو پہلے ہی حجت تمام کر چکے ہیں اس لئے ہم نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

***

www.drhasanrizvi.org

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ
مِنْ مَّزِيْدٍ ۞٣٠
وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۞٣١
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۞٣٢
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ۞٣٣

جس دن ہم جہنّم سے پُوچھیں گے: ”کیا اَب تو بھر گئی؟“ اور وہ کہے گی: ”کیا کچھ اور بھی ہے؟“ (۳۰)

اور جنّت کو ”متّقین“ (یعنی) خدا کی ناراضگی سے بچنے والوں کے قریب لے آیا جائے گا۔ وہ اُن سے کچھ بھی دُور نہ ہوگی[ا] (۳۱) یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا' ہر اُس شخص کے لئے جو[1] اللہ کی طرف بہت زیادہ توجّہ کرنے والا اور[2] (خود کو بُرائیوں سے) محفوظ رکھنے والا تھا (۳۲) غرض[3] جو کوئی بھی بغیر دیکھے خدائے رحمان سے ڈرتا ہوگا اور[4] اُس دِل کے ساتھ آئے گا جو خدا سے لَو لگائے رہنے والا ہو (یا) خدا کی طرف رُخ کئے

[ا] ”ازلفت“ کے معنی ہیں کہ ان سے جنت کو قریب کیا گیا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۵) اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ بہت جلد اور پھرتی سے جنت کو بنا سجا دیا گیا (تفسیر قمی) یعنی جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی وقت یا وقت صرف نہ ہوگا۔ نہ کسی قسم کا انتظار کرنا ہوگا۔ کیونکہ جنت از خود تمہارے پاس لے آئی جائے گی۔

***

www.drhasanrizvi.org

بار بار اُسی کی طرف پلٹنے والا ہو (۳۳) (ایسے سب لوگوں سے کہا جائے گا) "تم لوگ اِس جنّت میں اَمن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ کے رہنے کا دِن ہے" (۳۴) اُن کے لئے اُس جنّت میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس تو اُس سے بھی کہیں زیادہ اور بہت کچھ اُن کے لئے موجود ہے (۳۵)

ہم نے اُن سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک و برباد کر ڈالیں۔ جو اُن سے طاقت میں کہیں زیادہ تھیں۔ اور اُنھوں نے تو دُنیا کے تمام مُلکوں کو چھان ڈالا تھا۔ تو اَب بھاگنے کا کوئی راستہ ہے؟ (۳۶) حقیقت یہ ہے

ٱدْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ ٱلْخُلُودِ (۳۴)
لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ (۳۵)
وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم
بَطْشًا فَنَقَّبُوا۟ فِى ٱلْبِلَٰدِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ (۳۶)

(صفحہ ۱۹۱۳ کا بقیہ)

اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ سخت مصیبتوں میں تسلی حاصل کرنے کا قوی ترین ذریعہ اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔ (بیضاوی)۔

یہاں تسبیح سے مراد نمازوں کے بعد نوافل، اذکار اور قرآن کی تلاوت ہے۔ (جصاص)۔

***

(صفحہ ۱۹۱۴ کا بقیہ)

کے وقت آسمان سے سنی جائے گی (تفسیر صافی ۶، ۴۷۶ بحوالہ تفسیر قمی)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ یوم الخروج سے مراد رجعت ہے یعنی ائمہ اہلبیتؑ کا قبروں سے باہر نکل کر دنیا میں تشریف لانا جو ظہور امام مہدیؑ کے بعد ہوگا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۶، ۴۷۶ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ﴿۳۷﴾

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖۗ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾

کہ اِس میں عِبرت کا سبق اور یاد رکھنے کی باتیں ہیں، ہر اُس شخص کے لئے جس کے پاس (سوچنے سمجھنے والا) دل ہو، یا جو کان لگا کر (حقیقت کو) سُنے، اس حالت میں کہ اُس کا ذہن بھی حاضر ہو[1] ﴿۳۷﴾

اور ہم نے تو آسمانوں اور زمین کو اور اُن کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ[6] دنوں (مرحلوں) میں پیدا کر دیا۔ اور ہمیں ذرا سی تکان بھی نہ ہوئی[2] ﴿۳۸﴾ تو جو کچھ بھی وہ (ہمارے بارے میں) کہتے ہیں، اُس پر صبر کیجئے اور اپنے پالنے والے مالک کی تعریف و حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے[3]۔ (یعنی) اُس کی بے عیبی، پاکی یا کمال کو بیان کیجئے (مُراد نماز پڑھئے)[1] سورج

[1] قلب کے معنی عقل کے ہوتے ہیں (مجمع البیان از ابن عباسؓ)

یعنی جو لوگ قلب سلیم رکھتے ہیں ان کے لئے تو یہ سارے واقعات عبرت کا ذخیرہ ہیں باقی جو لوگ صرف توجہ کے ساتھ ان باتوں کو سن لیں تو ان کے لئے بھی ان باتوں میں کافی سامان ہدایت موجود ہے۔ (ماجدی)

***

[2] ان چھ دنوں سے ہمارے طلوع و غروب ہونے والے دن تو مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اس لئے کہ اس وقت نہ تو سورج تھا اور نہ زمین تھی۔ نہ طلوع تھا اور نہ غروب تھا۔ اس لئے اس سے مراد تدریجی طور پر تخلیق کے مراحل ہی ہو سکتے ہیں۔ اور خدا کا یہ فرمانا کہ ہمیں اس تخلیق کے مراحل سے تھکن نہیں ہوئی تو یہ یہودیوں کے اس عقیدے کی رد ہے کہ خدا تخلیق کے چھ دنوں میں کام کرتے کرتے تھک گیا تھا اس لئے ساتویں دن اس نے آرام کیا تھا۔ (فصل الخطاب)

***

[3] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں

(بقیہ صفحہ ۱۹۱۲ پر)

www.drhasanrizvi.org

نِکلنے سے پہلے (مُراد نمازِ صُبح) اور[۲] غروبِ آفتاب سے پہلے (مُراد نماز ظہر و عصر) (۳۹) اور[۳] رات کے کچھ حِصّے میں بھی اُس کی تسبیح کیجئے (مُراد نماز مغرب و عشاء) اور سجدہ (مُراد نماز) کے بعد بھی (تسبیح اور نوافل پڑھیئے)[ل] (۴۰)

اور سنو جس دِن ایک پُکارنے والا (ہر شخص کے بالکل) قریب سے پُکارے گا (۴۱) جس دِن سب لوگ حشر کا شور و غُل ٹھیک ٹھیک سُن رہے ہوں گے۔ وہ مُردوں کے نِکلنے کا دِن ہو گا[۲] (۴۲)

(غرض) ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور مَوت دیتے ہیں اور (سب کو) ہماری ہی طرف پلٹنا ہے (۴۳) جس دن زمین اُن پر سے

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۴۰)
وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (۴۱)
يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ (۴۲)
اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ (۴۳)

ل قرآن میں جہاں جہاں بھی اوقات نماز کا ذکر آیا ہے، وہاں قرآن نے ہمیشہ الگ الگ تین وقت ہی بتائے ہیں اس لئے تفسیر جلالین میں لکھا ہے "سورج کے نکلنے سے پہلے یعنی نماز صبح اور غروب سے پہلے یعنی ظہر اور عصر کی نماز، رات کے ایک حصہ میں تسبیح کرنے سے مراد نماز مغرب و عشا۔ (تفسیر جلالین)

اہلبیت رسولؐ کی تفسیر کے مطابق نماز صبح کا وقت تو الگ ہے۔ اس کے بعد زوال آفتاب سے غروب تک نماز ظہر اور عصر کا وقت ہے جن میں پہلے نماز ظہر ہے اور بعد میں نماز عصر ہے اور غروب آفتاب کے بعد دو نمازوں کا وقت ہے۔ یعنی نماز مغرب و عشاء جس کو صاحب تفسیر جلالین نے عشائین کہا ہے۔ ہم ان کو مغربین کہتے ہیں۔ (فصل الخطاب)

***

۲ اس آیت میں "سخت چیخ حق کے ساتھ" سے مراد وہ آواز ہے جو امام مہدیؑ کے ظہور

(بقیہ صفحہ ۱۹۱۲ پر)

www.drhasanrizvi.org

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۟

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

کھل جائے گی اور لوگ اُس میں سے تیز تیز نکل رہے ہوں گے یہی وہ حشر و نشر ہے (یعنی) سب کو جمع کرلینا ہے، جو ہمارے لئے بالکل آسان ہے (۴۴) ہمیں خُوب معلوم ہے جو کچھ بھی کہ وہ کہتے رہتے ہیں۔ مگر آپ کا کام اُن سے جبراً منوانا نہیں ہے۔ آپ تو بس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت اور یاد دہانی کرتے رہیئے جو میرے عذاب کے وعدے (یا) سزا کے اعلان سے ڈرتا ہو[۱] (۴۵)

ع ۱۶ / ۳ / ۱۷

آیاتُہا (۶۰) سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ رُکُوْعَاتُہَا (۳)

آیات ۶۰ سورۂ ذاریات مکّی رکوعات ۳

(غبار اڑانے والی ہواؤں کے ذکر والا سورہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مُسلسل رحم کرنیوالا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾

قسم ہے اُن غُبار اُڑانے والی ہواؤں کی جو

---

[۱] قرآن کے مخاطب تو سب کے سب ہیں۔ البتہ اس سے نفع اٹھانے والے صرف وہی ہوں گے جن کے دل میں خدا کا خوف موجود ہوگا۔

ذوق جنگ رکھنے والوں نے یہاں بھی یہی کہہ دیا کہ یہ حق حکم جہاد آنے سے پہلے کا تھا۔ (تبیان بقول زجاج)

حالانکہ اس قسم کے الفاظ قرآن میں شروع سے آخر تک ملتے ہیں۔ اس لئے اس کو وقتی پالیسی نہیں کہا جاسکتا۔

یہ اصولی تعلیم ہے۔ جب خدا خود اپنے دین کو اور اپنی ذات کو منوانے میں جبر سے کام نہیں لیتا، تو رسولؐ پر مجبور کرنے کا فریضہ کیسے عائد ہوسکتا ہے (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

بڑی شدّت کے ساتھ چلتی اور گرد اُڑاتی ہیں ①
پھر (پانی سے لدے ہوئے بادلوں کا) بوجھ اُٹھاتی
ہیں ② پھر دِھیمی رفتار سے چلتی ہیں ③
پھر ایک بڑے کام (یعنی بارش) کی تقسیم کرنے
والی ہیں (یا) پھر (قسم ہے) احکامِ الٰہی کی تقسیم
کرنے والی ہستیوں کی[1] ④ کہ جس چیز سے
تمھیں ڈرایا جا رہا ہے وہ بالکل سچّی بات
ہے ⑤ اور بلاشُبہ جزا اور سزا لازمی طور
پر پیش آنے والی ہے ⑥
قسم ہے آسمان کی، جو راستوں والا ہے[2] ⑦
تم لوگ (قیامت کے بارے میں) مختلف
باتیں کہتے رہتے ہو[3] ⑧ (لیکن روزِ قیامت
سے بس) وہی مُنحرف ہوتا ہے جو حق سے

الْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ②
فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ③
فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ④
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ⑤
وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ⑥
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ⑦
اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ⑧

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ ان پراگندہ کرنے والی اور غبار اڑانے والی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا "ہوائیں مراد ہیں" پھر پوچھا گیا "بوجھ اٹھانے والیوں سے کیا مراد ہے" فرمایا "بادل" پھر پوچھا گیا "دھیمی رفتار سے چلنے والیوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا "جہاز اور کشتیاں" پھر پوچھا گیا "کاموں کو تقسیم کرنے والوں سے کیا مراد ہے" فرمایا "فرشتے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۷۶ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[2] راستوں سے مراد فرشتوں کے چلنے پھرنے کے راستے بھی ہیں اور ستاروں کی گردش کے مدار یا راستے بھی (راغب)

***

[3] "مختلف باتوں" سے مراد یہ ہے کہ تم لوگ رسول خداؐ اور قرآن کے بارے میں مختلف لوگوں کی باتوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ (معالم ۔ بیضاوی)

***

www.drhasanrizvi.org

یُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾
قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾
الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾
یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿١٢﴾
یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾
ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾
اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿١٥﴾

پھرا ہوا گمراہ ہو ﴿۹﴾
قیاس کرنے والے اور اٹکل پچّو باتیں
بنانے والے تو بالکل مارے گئے[1] ﴿۱۰﴾ جو
غفلت اور بے خبری کے عالم میں مدہوش
ہیں ﴿۱۱﴾ پوُچھتے ہیں کہ آخر وہ بدلے کا دِن
کب آئے گا؟[2] ﴿۱۲﴾ وہ اُس دن آئے گا جب
اُنھیں آگ میں تپایا جائے گا ﴿۱۳﴾ اَب چکھو
اَپنی اِس سزا کا مزہ - یہی وہ ہے جس
کی تم جلدی مچایا کرتے تھے ﴿۱۴﴾
(مگر یہ بھی) حقیقت ہے کہ اُس دن بُرائیوں
سے بچنے والے مُتقی لوگ جنّت کے سرسبز و
شاداب گھنے باغوں اور چشموں میں ہوں
گے ﴿۱۵﴾ جو کچھ اُن کا پالنے والا مالک اُن کو

[1] قدیم معقولین ہوں یا جدید فلسفی، یہ سب بلا تحقیق الٰہیات پر اپنی رائے زنی کرتے رہتے ہیں- وہ بھی اٹکل پچو (ماجدی)

***

[2] کافروں کا یہ جواب اسی طرح کا جواب ہے کہ جیسے کسی مجرم کو پھانسی دینے کا حکم سنایا جائے، مگر وہ احمق یہ پوچھ کر مطمئن ہو جائے کہ اس حکم میں پھانسی کا وقت تو بیان ہی نہیں کیا گیا- پھر طنزاً پوچھے کہ بتاؤ وہ وقت آخر آئے گا کب؟ (تھانوی)

***

www.drhasanrizvi.org

دے گا، وہ اسے خوشی خوشی لے رہے ہوں گے۔ حقیقتاً وہ لوگ اُس دن کے آنے سے پہلے[1] نیک کام کرنے والے تھے (۱۶) وہ[2] راتوں کو کم سوتے تھے[1] (۱۷) پھر[3] سحر کے وقت[2] وہ خدا سے معافی مانگتے تھے (۱۸) اُن[4] کے مالوں میں مانگنے والے محتاج اور (نہ مانگنے والے) محروم[3] کا حق تھا (یعنی اُن میں یہ احساسِ ذمّہ داری بالکل بیدار رہتا تھا کہ ہمارے اموال صِرف ہمارے لئے یا ہماری اَولاد ہی کے لئے نہیں ہیں، بلکہ اِس میں ہر قِسم کے محتاج کا بھی حق ہے) (۱۹)

غرض زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سی نِشانیاں، دلیلیں اور حقیقتیں

اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ (۱۶)

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (۱۷)

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۱۸)

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ (۱۹)

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ (۲۰)

---

[1] جو لوگ شب میں نوافل کے لئے یہ اہتمام کرتے ہوں، وہ فرائض اور واجبات ادا کرنے کا کتنا زیادہ اہتمام کرتے ہوں گے۔

***

[2] سحر کی جمع اسحار۔ اس سے رات کے اندھیرے کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کا وقت مراد ہوتا ہے۔ یعنی صبح کا اول وقت (لغات القرآن نعمانی جلد۱ صفحہ ۸۹)

***

[3] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "محروم سے مراد وہ بد قسمت لوگ ہیں جن کو خرید و فروخت کرنے میں نفع نہ ہو"

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں فتور ہو۔ اس کی روزی میں وسعت نہ ہو۔ اور تقدیر اس کی مخالف ہو" (تفسیر صافی بحوالہ کافی)

بعضوں کے نزدیک محروم سے مراد وہ حاجت مند ہے جو اپنی خودداری کی وجہ سے ہاتھ نہیں پھیلاتا (تفسیر جلالین)

***

www.drhasanrizvi.org

ہیں[1] (۲۰) اور خود تمھارے اَپنے وجود (یا) نفس کے اندر بھی (بہت سی خدا کی قدرت، حِکمت، نِعمت اور عظمت کی نِشانیاں موجود ہیں[2]) کیا تمھیں دِکھائی یا سُجھائی نہیں دیتا؟ (۲۱) کہ تمھاری روزی آسمان میں بھی ہے، اور وہ چیز بھی (تمھارا رزق ہے) جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (مُراد جنّت) (۲۲) تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پالنے والے مالک کی کہ یہ بات بالکل سچّی حقیقت ہے۔ اَیسی ہی یقینی جیسے تم بول رہے ہو[3] (۲۳) ع

ع ۲۳ ۱۸

کیا ابراہیمؑ کے مُعزّز مہمانوں کا واقعہ آپؐ تک پہنچا؟[4] (۲۴) جب وہ ابراہیمؑ کے

وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (۲۱)
وَفِي السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ (۲۲)
فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَآ
اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ (۲۳) ع
هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ ضَيۡفِ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ (۲۴)

---

[1] یعنی ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں یقین حاصل کرنے کی طلب اور حق کی تلاش ہے۔

آفتاب سے لے کر ریگستانوں کے ذروں، دریاؤں کے قطروں، پتوں اور کیڑے مکوڑوں کی ساری چیزیں کسی قاعدوں میں بندھی اور ضابطوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اپنا اپنا کام انجام دے رہی ہیں ۔ یہ سب کام اور یہ سب چیزیں کسی حکیم وقدیر کے موجود ہونے کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

***

[2] انسان اگر خود اپنے ہی جسم اور اعضاء کی حکیمانہ ترکیب و تناسب، ترتیب و ساخت پر غور کرے تو اس کے دل ودماغ گواہی دیں گے کہ یہ ساری کاریگری سوا ایک حکیم مطلق کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ (ماجدی)

***

[3] مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم بول

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

پاس آئے تو اُنھوں نے اُنھیں سلام
کیا۔ ابراہیمؑ نے کہا: "آپ لوگوں پر
بھی سلام ہو۔ آپ تو کچھ اجنبی سے
لوگ ہیں" (یعنی آپ لوگوں سے پہلے کبھی
شرفِ مُلاقات حاصل نہیں ہوا) (۲۵) پھر
وہ چُپکے سے اَپنے گھر والوں کے پاس گئے
اور ایک موٹا تازہ (تلا ہوا) بچھڑا لاکر
اُن کے سامنے رکھ دیا (۲۶) پھر اُس کو اُن
کے قریب کیا اور کہا "کیوں آپ لوگ
کھاتے نہیں؟" (۲۷) (پھر جب اُنھوں نے
اُس میں سے کچھ بھی نہ کھایا) تو ابراہیمؑ
نے اَپنے دِل میں خوف محسوس کیا (کہ
شاید یہ دُشمن یا لُٹیرے ہیں اور مجھے قتل

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۚ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ
مُّنْكَرُوْنَ (۲۵)
فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ (۲۶)
فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ (۲۷)
فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ وَبَشَّرُوْهُ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

رہے ہو اور اس میں تمھیں کوئی شک نہیں،
ہے بالکل اسی طرح اللہ کی یہ بات بھی
بالکل یقینی حقیقت ہے (مجمع البیان)

***

[۴] فرشتے اللہ کے پاس تو محترم ہیں ہی،
مگر اس وقت بحیثیت مہمان کے تھے اس
لئے حضرت ابراہیمؑ کی نظر میں بھی محترم تھے
(بیضاوی - روح - تفسیر کبیر)
امام احمد ابن حنبل نے اسی آیت سے
مہمانوں کی عزت اور خاطر مدارات کے
وجوب پر استدلال کیا ہے۔ (ابن کثیر)

***

www.drhasanrizvi.org

کرنا یا لُوٹنا چاہتے ہیں) اُنھوں نے کہا:
"ڈریئے نہیں۔" پھر اُنھوں نے اُنھیں
ایک صاحبِ علم بچّے کے پیدا ہونے
کی خوش خبری دی (۲۸)

اِس پر اُن کی بیوی نے آتے ہی ایک
چیخ ماری[1]۔ اور اس کے بعد اپنا مُنہ
پیٹ لیا۔ اور کہا: "(میں تو) بُڑھیا
بانجھ ہوں" (۲۹) فرشتوں نے کہا: "ہاں!
تمھارے پالنے والے مالک نے یہی فرمایا
ہے۔ وہ دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں کے
مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا
"حکیم" بھی ہے اور (پیدائش کے ہر طریقے کو)
پُوری پُوری طرح جاننے والا بھی ہے[2]" (۳۰)

بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (۲۸)
فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ
عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ (۲۹)
قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ
الْعَلِیْمُ (۳۰)

---

[1] صرة کے معنی فریاد کرتے ہوئے زور سے چیخنا ۔ یعنی زوردار آواز یا زوردار چیخ (از مجاہد، ابن ابی حاتم ابو عبیدہ اور ابن عباسؓ، لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۳)

***

[2] خدا علیم ہونے کے سبب ہماری ہر بات سے واقف بھی ہے اور حکیم ہونے کے ناتے وہ اپنے علم کی بنا پر ہر کام دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک انجام دیتا ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے نقص علم کے سبب ان گہری حقیقتوں اور مصلحتوں کو سمجھنے سے قاصر رہیں۔

غرض فرشتوں نے جب دیکھا کہ حضرت سارہ پر اسباب کی اہمیت کا غلبہ ہے تو فوراً یاد دلایا کہ یہ فرمان تو خدا کی طرف سے جاری ہو چکا ہے ۔ وہ ذات جس کا علم اور حکمت مخلوق پر غالب ہے ۔ نبیؑ کی زوجہ کے لئے اتنا واضح استدلال اور استحضار ہر دلیل سے قوی تر تھا (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

قاری اقبال حسین [illegible]

[illegible] آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس مصحف مبارک کے پارہ نمبر (۲۶) ختم کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے اور زیر، زبر، پیش، جزم وغیرہ درست ہیں۔

دوران طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، مد وغیرہ ٹوٹ جائے تو اس کی ذمہ داری ہمارے ذمے نہیں ہے۔

حافظ [illegible]

منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.org

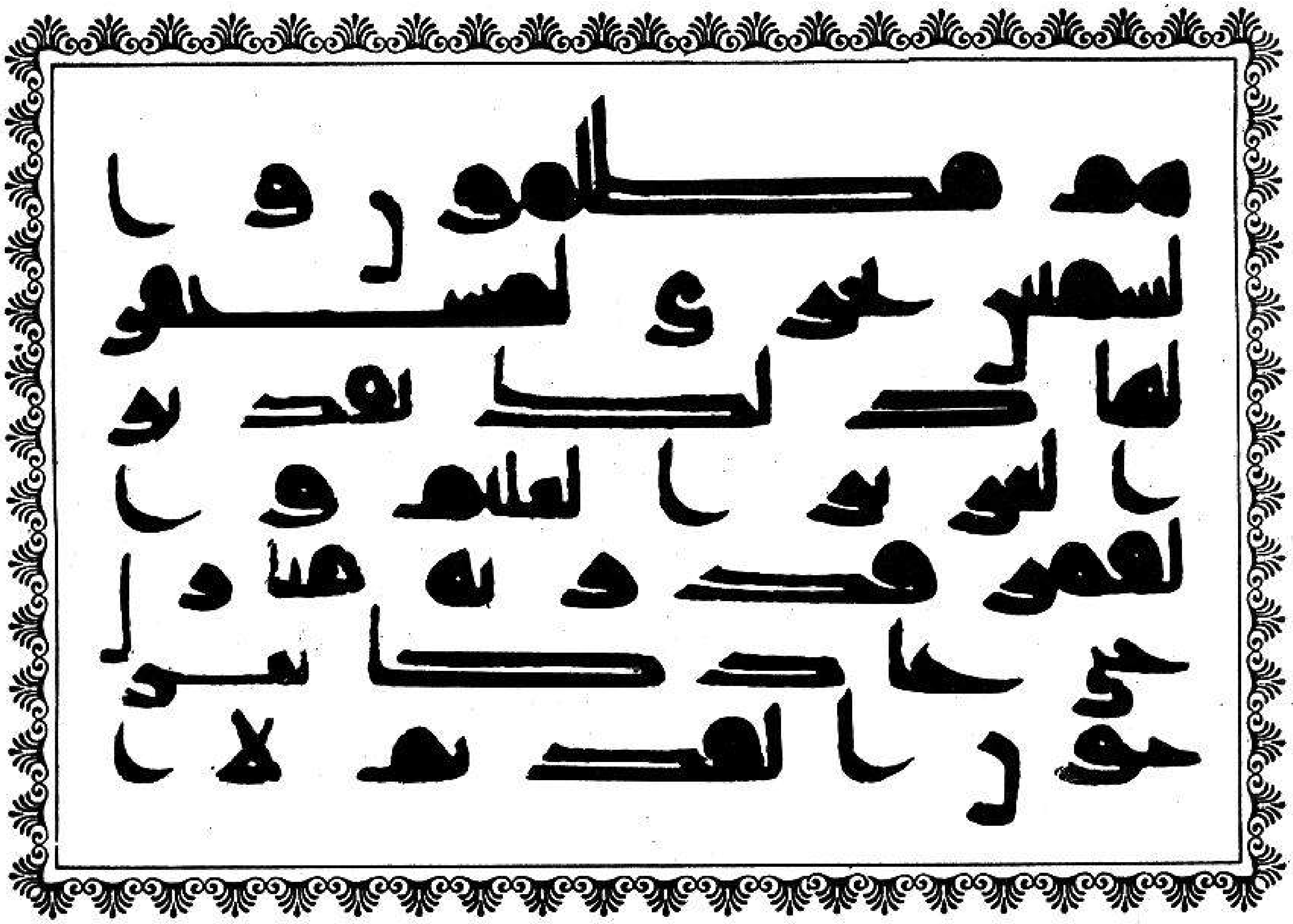

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنِ مجید

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○...... ''اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟''

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴-۱۷)

○...... ''یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں''

(القرآن: سورہ ص: ۳۸-۲۹)

○...... ''تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی''

(الحدیث)

○...... ''عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔''

(الحدیث)

○...... ''ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے''

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13